حق شہادت

حق شہادت
Presented by: https://jafrilibrary.com/
سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان
مصنفہ: مسز ز: سید دلدار علی خان

میری اجازت ہے۔ کہ یہ کتاب یا اسکا کچھ حصہ مؤمنین چھاپ سکتے ہیں، اور اسکا اجر و ثواب میرے والد سید موسیٰ رضا کاظمی مرحوم، شوہر ڈاکٹر سید دلدار علی خان مرحوم کیلئے ہدیہ فرمائیں۔ خداوند عالم انکی ارواح کو اعلیٰ علیین و جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین بحق آلہ الطاہرین

ناشر : ———— مسز سید دلدار علی خان مرحوم

تاریخ اشاعت : ———— یکم محرم الحرام ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء

مطبع : ———— اسٹار پرنٹرز سید سہیل رضا، ناظم آباد ڈبل کمرشل ایریا کراچی

کتابت : ———— میر عابد حسین رضوی نسّاب

قیمت : ———— ہدیہ امام بارگاہ و درودِ محمدؐ و آلِ محمدؐ

تصدیق صحت متن آیات

"کتاب حقِ شہادت"

میں نے کتاب "حقِ شہادت" میں آیاتِ قرآنِ عظیم کو نیک نیت و ایمانداری سے حرف بحرف پڑھا، اور پورے غور و فکر سے لکھا، میں تصدیق کرتا ہوں کہ اِن آیات کے متن میں کوئی کمی و بیشی اور کتابت میں کوئی دانستہ یا نادانستہ غلطی نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سیّد عابد حسین رضوی، نسّاب و کاتب لکھنوی

پتہ: مکان نمبر ۴۰-B رضویہ ادنگر مقابل جامع مسجد بلاک نمبر ۵ ناظم آباد، کراچی ۱۵

غفر اللہ تعالیٰ لہٗ ولوالدیہ وللمؤمنین والمؤمنات یوم یقوم الحساب
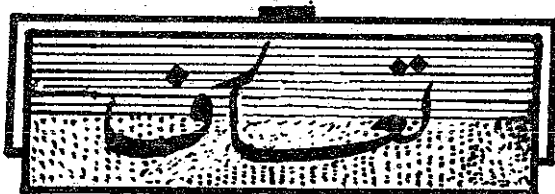
۷ محرم انیس سو ستاون ۱۹۵۷ء کی صبح میری چار سال کی بچی بلقیس فاطمہ مجھے بے حال چھوڑ گئی۔ بارہ تاریخ مولا کے سوئم کی مجلس کیلئے اپنے غریب خانہ پر صفِ ماتم بچھائی، تاکہ شہزادی کونین کے غم والم کے سامنے میرے غم کی کوئی اہمیت نہ رہے۔ دل کو سہارا ملا۔

پہلی مجلس ھمارے عزیز افتخار مرحوم نے پڑھی دوسری مجلس سے خطاب آلِ رضا صاحب مرحوم نے کیا۔ یہ ھمارے لئے بڑا شرف تھا اور اب بھی ہے۔

پھر کئی سال تک ھمارے محترم بزرگ مولانا محمد مصطفٰے صاحب جوہر نے خطاب فرمایا، جنکا مقامِ علم و عمل، زھد و تقوٰی میں جسقدر بلند ہے وہ روزِ روشن کی طرح سب پر عیاں ہے۔

افسوس انکی صحت کمزور ہو گئی، اس مجلس کی خطابت کے لئے قدرت نے محترم شاداں دہلوی صاحب کا انتخاب کیا، بجا طور پر شاداں صاحب کا جذبہ عقیدت و مودت، اور انکی بصیرت و فکر، کلام میں حسبِ مراتب حسبِ حال الفاظ کا چناؤ، اسکا حقدار ہے کہ بارگاہِ امامت خود انکا انتخاب کرے۔

غریب خانہ پر منبرِ رسولؐ سے انکی خطابت ھمارے لئے باعثِ شرف اور باعثِ شکر ہے۔

جب شاداں صاحب زیبِ منبر ہونے والے تھے ڈاکٹر صاحب

ب

سیّد دلدار علی خاں مرحوم نے مجھ سے کہا کہ ایک چھوٹی سی مجلس لکھ کر میں ابرار سلّمہٗ
کو پیش خوانی کیلئے دے دوں اگرچہ شادی کے بعد گھریلو اور خاندانی ذمہ داریوں
کی وجہ سے پڑھنے کا سلسلہ ہی ختم ہو چکا تھا، لکھنا تو کجا، خود ڈاکٹر صاحب
کی ادبی صلاحیت انکی تشخیص کی ہم پلہ تھی، پھر بھی اصرار تھا کہ میں لکھوں۔

یوں پہلی مجلس (امامت منصوص من اللہ) لکھی گئی۔ یہ پیش خوانی ہمارے
منچلے لڑکے ابرار سلّمہٗ نے آٹھ سال کے سن اور ایک سو چار بخار کے عالم
میں پڑھی، کئی سالوں کی پیش خوانی کے بعد انہیں احساس ہوا تحریر کے
اور صفحوں کے ساتھ انکے سن اور قد کا بھی اضافہ ہوا ہے۔ اب وہ اسکول سے آگے
بڑھ چکے ہیں، تو اپنے والد سے اجازت لی، اور اپنے چھوٹے بھائی سیّد اقتدار
علی کو پیش خوانی کی تاکید کی، خوش قسمتی سے اقتدار سلّمہٗ ہر نئی تحریر

کے ساتھ پیش خوانی کے شرف سے فیضیاب ہوتے رہے ہے۔ افسوس یہ
سلسلہ جاری نہیں رہ سکا، ہم بے آسرا ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب ہمیں
چھوڑ گئے۔ ڈاکٹر صاحب کیلئے کیا لکھوں؟ وہ قرآنِ ثانی نہج البلاغہ کے
شاگرد تھے، کونسا علم ایسا ہے جو مولائے کائنات حضرت امیر المؤمنین
علی ابن ابیطالب علیہ السّلام نے نہج البلاغہ کو عطا نہیں فرمایا؟

ڈاکٹر صاحب اسی نہج البلاغہ کے شاگرد تھے۔ وہ اپنی رُوح اپنے
عمل کو دنیاوی مصروفیات کے باوجود حتی الامکان اسی ھدایت کے زیرِ
سایہ رکھنے کی سعی کرتے رہے ہے۔ ان مجالس میں جہاں جہاں سائنس کا گزر
ہے وہ انکی ہی فکر کا نتیجہ ہے؛ جب بھی آواز کے ساتھ میں نے تلاوت کی
مجھے روک لیتے اور کہتے "پہلے اس آیت پر غور کرو، وہ آیت کو سائنس کی
روشنی میں؛ بلکہ یوں کہنا چاہیئے سائنس کو قرآن کی تجلّی میں دیکھتے۔ اور

ثابت کر دیتے کہ چودہ سو برس قبل
جو قرآن حکیم نے کہدیا ابھی زمانہ اس حد سے ایک انچ آگے نہیں بڑھا
ہے۔ جیسے (قسم ہے ستاروں کی اور انکے منازل کی جو تم سمجھو تو، یہ
بہت بڑی قسم ہے) سورۂ واقعہ۔ یا تم زمین کی حد سے نہیں نکل سکتے
جب تک اس پر غلبہ نہ پالو) سورۃ الرحمٰن۔
مجھے سائینس قرآن کی روشنی میں سمجھاتے اور کہتے "یہ بھی لکھو یہ بھی لکھو"
پھر وہ تین فروری قیامت کی شب! جب لب پر یہ دُعا تھی:
یا اللہ میری موت کو میرے لئے آسان کر دے" دُعا کی قبولیت
ایسی کہ چند لمحوں میں ہم کچھ بھی نہ رہے۔ میں سب کچھ بھول گئی مجھے کچھ بھی یاد

نہ رہا، میرا حافظہ ختم ہو گیا، میری قوت ختم ہوئی، ہر سو اندھیرا اور میں!
میرے بچے غم لہو کی طرح جمتا گیا زندگی تھی مگر ترتیب نہیں تھی۔ اور
اسی لئے آخری مجلس کے بعد اب تک کچھ لکھ نہ سکی کئی سال گذر گئے
میری فکر، میری تحریر پیش خوانی کے شرف سے محروم ہی رہی، پھر مجبوراً وہ
وقت بھی آیا جب بچوں کی لازمی ضرورت میری بیداری کا سبب بنتی گئی۔
خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر فرائض بحسن و خوبی ادا ہو گئے۔ دیر ہو گئی۔
بچوں اور بھائیوں کے اصرار پر ساری مجالس کو یکجا کیا، یادگار کے طور پر
اشاعت کا خیال آیا۔ کتابت میر عابد حسین صاحب نے کی محترم عابد صاحب
کا اصرار ہے کہ حسب روایت اس مجموعہ کا "تعارف" بھی ہونا چاہیئے۔
میں تعارف کیا لکھواؤں اور اگر لکھوں تو کیا لکھوں، جہاں جہاں مجلس
برپا ہوتی ہے اور انشاء اللہ تا قیامت ہوتی رہیگی، ہر تحریر
ہر تقریر کا تعارف خود امام عالیمقام حسینؑ ابن علیؑ جنکی امامت ہی نہیں
بلکہ جنکی آقائی کی گواہی خود نبوت نے دی ہے حسینؑ مِنّی و انا من الحسینؑ

حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اس قولِ رسالتؐ کے باوجود زمانہ
جنکی عظمتِ عظیم کو اب تک نہ سمجھ سکا ہے۔ مگر جو کچھ بھی مسلمانوں کے کوتاہ دامن
میں ہے، اسی جگر گوشۂ بتولؑ اسی کرب و بلا کی عطا ہے۔ تھوڑا سا شعور تھوڑی
سی فکر، ناتواں سی کوششِ اخلاق اور سال کے ایک دو مہینے پابندِ شریعت
ہونے کی کوشش میں روزہ نماز کی پابندی، اگر کربلا بپا نہ ہوتی تو،
اتنا بھی نہ ہوتا۔

مجلس نام ہے حسینؑ کی قربانیوں کا۔ وہ امام وقت۔ وہ حسینؑ ابن علیؑ
جنکے استقبال کو پہلے انبیاءؑ آئے، خانہ کعبہ تعمیر ہوا، حضرت ابراہیمؑ نے
خواب دیکھا، آنکھوں پر پٹی باندھی، حضرت اسماعیلؑ حکمِ خدا کی بجا آوری
میں سر بسجود ہو گئے۔ ندائے حق آئی بیشک ابراہیمؑ تم نے خواب کو

سچ کر دکھایا، مگر سرِ عرش قدرت کا گوہرِ مقصود کوئی اور ہے:

وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔

اگر کربلا برپا نہ ہوتی حسینؑ ابن علیؑ اور انکے رفقاءؑ زیرِ خنجر اپنی کھلی آنکھوں
سے شہادتِ حق نہ دیتے تو آج اسلام کہاں ہوتا، شریعت کسکی پناہ میں
ہوتی، زمانہ کتنا بھی بے راہ ہو حق کی ایک راہ ہے۔ حق و باطل کا فرق
ہی مجلسِ حسینؑ علیہ السّلام ہے۔ میری دعا ہے کہ حق کی راہ پر چلنے والے
واقعی حق گو اور حق پرست ہوں۔ اعلانِ حق بغیر عمل کچھ بھی نہیں۔

میں نے اب تک اپنے والدِ محترم کا ذکر نہیں کیا ہے۔ سیّد موسیٰ رضا
کاظمی، جنکے قلم نے میرے قلم کو لکھنا سکھایا، جنکی فکر نے میری فکر
کی پرورش کی، جنکے عمل کی سچائی نے مجھے سچائی کی طاقت بخشی جو بڑے
عہدے پر فائز ہونے کے باوجود بوریا نشین تھے۔ وہ عظیم ہستی

جنکی تعریف علامہ جمیل مظہری مرحوم نے ان الفاظ اور اس فکر کیساتھ کی ہے:
(ہمارے شفیق ماموں)

تا بابِ خُلد گرچہ نظر انکے ساتھ تھی۔ آگے نہ بڑھ سکی نگہہ منزلت شناس

میرے والد کا آبائی وطن صوبہ بہار (ہندوستان) کی ایک بستی علی نگر پالی ہے۔ جو سادات کی بستی ہے، جہاں باہر سے کبھی ذاکر نہیں بلائے گئے، ذاکری ہوتی اور بڑی شان و شوکت کیساتھ ہوتی، مراثی، انیس، انیس کے رنگ و ڈھنگ سے پڑھنے کی کوشش ہوتی محرم کے ختم ہوتے ہی ریاضت شروع ہو جاتی، چھوٹے چھوٹے بچے رُباعی یاد کرتے، بڑے بچے سلام انیس و دبیر سمجھتے اور سمجھائے جاتے، یاد کرتے، بڑے حقِ ذاکری کی کوشش میں مرثیہ کی مشق کرتے، پھر محرم آجاتا، پالی میں کربلا سج جاتی، ماتم کی آواز سے دل سینوں میں ٹوٹنے لگتے۔

بارگاہِ امامت میں میری دعا ہے، میرے بچوں کی پیش خوانی کیلئے "پڑھی ہوئی مجلس پڑھی جائے۔ یہ کوئی ادبی شہہ پارہ نہیں کوئی تاریخی سلسلہ نہیں، کسی حق کیساتھ ناحق کا تذکرہ نہیں۔ بس کربلا ہی کربلا ہے۔ زمیں سے تا آسماں کربلا ہی کربلا

انتساب

بٹائے ہاتھ سب نے کشتیِ امت کے کھینے میں
رِدائے زینبؑ کی کام آئی بھنور میں بادباں ہو کر

(نذیر حسین جمیلی مرحوم)

یا ارحم الراحمین! میں ناچیز اپنی اِس سعی کا ثواب
ڈاکٹر سید دلدار علی خان (مرحوم) کے نام منصوب کرتی ہوں، جو
اب تیرے جوارِ رحمت میں، تیرے کرم کے امیدوار ہیں،

خداوندہ! بطفیلِ محمدؐ وآلِ محمدؐ ان
اسی غمِ حسینؑ مظلوم کے صدقے میں انکی روح کو
راحت و چین عطا فرما آمین ثمہ آمین بحق محمدؐ و آلہ الطاہرین علیہم السلام

خدمت گذار مسز سید دلدار علی خان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَآلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْمَجِیْدِ وَفُرْقَانِہِ الْحَمِیْدِ وَقَوْلُہُ الْحَقُّ ۝

پروردگار عالم نے سورۃ الدھر میں ہدایت کی، اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۝

یہ قرآن سراسر نصیحت ہے جو چاہے اپنے پروردگار کی راہ لے۔

"قرآن کی اس ہدایت کے باوجود، فریاد ہے اسلام کی مسلمانوں سے جنکے مختلف جذبوں نے فرقے بنائے، جنکی خود پسندی نے اپنی قیادت کیلئے اپنی رضا و رغبت اور اپنے مفاد کو قرآن مجید کے خلاف اہمیت دی جنکی کوتاہ نگاہی نے اسلام کو اپنے اپنے زاویۂ نگاہ سے دیکھا اور ہمیشہ ایک دوسرے سے دست و گریبان رہے ہیں۔ اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھانے والے اپنی حدِ جسارت کو بڑھاتے ہی رہے ہیں"۔

اسلام اور اسکے حکم قطعی پر جو آج اعتراض ہو رہے ہیں، اور ذاتِ رسالتؐ پر جسطرح جسارت کا ثبوت پیشِ نظر ہے۔ اسلام کہتا ہے بالیقین یہ وقت جہاد بالقلم کا ہے، جہاد بالعلم کا ہے۔

فرقے میں بٹے ہوئے مسلمان اسکا جواب کیا دے سکتے ہیں علمی اضمحلال نے مسلمانوں کو سرنگوں کر رکھا ہے یہ علمی اضمحلال کا باعث وہ در ہے جس پر مسلمانوں نے دستک ہی نہ دی، اور اس در سے جو بھی صدا بلند ہوئی اس کو نہ خود سنا نہ کسی کو سننے دیا"۔

لیکن اس زمانے کا علم جسے سائنس کہتے ہیں۔ اسکی درسگاہیں اپنی تحقیق سے

مسلمانوں کو آراستہ کرتی ہیں اور وہ فی زمانہ صاحب علم و دانش کہے جاتے ہیں۔
سائنس نے کہا ابتداء عالم دھواں تھا پھر خلقت کی تخلیق ہوئی۔ لیکن آج سے چودہ سو برس پہلے سورۂ دخان کا مفسرِ علمِ الٰہی کے وارث نے اپنے خطبہ میں جن لفظوں میں کائنات کی تخلیق کا مشاہدہ کیا ہے۔ اتنی بڑھتی ہوئی تحقیق سائنس کی ترقی اس مشاہدے سے ایک قدم کم ہے۔ زیادہ نہیں تحقیق اور مشاہدہ کا فرق آپکے پیش نظر ہے۔ اور یہ فرق قولِ رسالتمآبؐ نے ان دو جملوں میں واضح کر دیا ہے:

عَلِيٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ

علیؑ حق کیساتھ ہے حق علیؑ کیساتھ ہے "
یہ کائنات حق ہے، اور حق علیؑ کیساتھ ہے، علیؑ حق کیساتھ ہے

اگر مسلمان اس درِ علم سے وابستہ رہتے تو علم کے سارے اسرار و رموز کو اپنی انگشتِ شہادت سے وا کرتے۔
آج کی مجلس عزا میں سائنس کا ایک دعویٰ نذر درِ علم ہے۔
سائنس کہتی ہے میٹر کو فنا نہیں لیکن قرآن نے کہا: کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝
ہر شئے فنا ہو جائیگی سوائے اللہ کے چہرے کے۔
لیکن یورپ کے مفکر نے کہا؛ قرآن میٹر کی حیاتِ ابدی سے آگاہ نہیں۔
سائنس نے ثابت کیا کہ ہر میٹر کی اکائی ایٹم ہے، اور ہر ایٹم کا نفس اُسکا مرکز ہے اور مرکز کا وجود اسکی حیات پروٹون اور نیٹرون کی مرہونِ منت ہے۔
سائنس نے برسوں کی مشقت کے بعد از سر نو اپنی تحقیق کا جائزہ لیا اور حتمی فیصلہ کر دیا پروٹون کو فنا نہیں "

پروردگار عالم نے قرآن کو دلیل و برھان کیساتھ قلب محمد مصطفیٰؐ پر نازل کیا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کے نور سے روشن ہے۔ اور بحکم خدا اپنی راہِ حیات سے گذر رہا ہے۔ کائنات کا کوئی علم قرآن کی حد سے باہر نہیں۔ مشیت، واقف ہے کہ علم کو اتنی وسعت ملیگی ایک زمانہ آئیگا جب جہالت بصورتِ علم قرآن کے مقابل آجائیگی۔ اِس لئے خالقِ کائنات نے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ ارشاد ہوا: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سائنس کی تحقیق اور اُسکا فیصلہ میٹر کو فنا نہیں۔ قرآن اور خالقِ کل کا فیصلہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ قرآن شاکی ہے اہلِ اسلام سے، جس نے قرآن کے تدبر کو نہیں سمجھا، جس نے نفس کے مفہوم کو نہ سمجھا، یہ قرآن کا مزاج نہیں کہ آئے دن کے مشاہدے کو، حیات و موت کے طلوع و غروب کو، دیکھنے والے انسان کو آگاہی دے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ یہ قرآن کا تدبر نہیں کہ کُھلی حقیقت کو اسرار و رموز بنا کے قرآن کا لقب دیدے۔"

سائنس نے کہا میٹر کو فنا نہیں عقلِ انسانی کی ہزار دلیلیں اور قرآن کی ایک آیت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔

قرآن کا یہ فیصلہ اور میٹر زندہ رہ جائے، تا ابد زندہ رہ جائے؟ کس نے سوچا کس نے سائنس پر ایمان نہیں لایا؟ سائنس کے مفکروں کا خیال ہے محمد مصطفیٰؐ کی فصاحت و بلاغت ذہنِ انسانی کی اعلیٰ مثال سہی۔ لیکن یہ قرآن توریت زبور اور انجیل کا عکس ہے۔ لیکن یہ آسمانی کتاب نہیں۔

حاضرینِ مجلس! مفکر وہ کسی مقام کے ہوں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ

وہ صاحب فہم ہیں لیکن خدا خالقِ فہم و ادراک ہے۔ فہم و ادراک کی اپنی منفرد راہ ہے۔ عقل و علم کی رفتار حکمِ خدا کی تابع ہے۔ اور ذہن انسانی اسکی گذرگاہ ہے۔ قرآن کا ہر فیصلہ حتمی فیصلہ ہے۔ اور سائنس اپنے ہر فیصلے میں رد و بدل کیلئے قدرت کے سامنے مجبور ہے۔

فی زمانہ درسگاہوں میں الیکٹرو میگنٹک فورس حاصل مطالعہ ہیں رفتارِ وقت کے مطابق سائنسدانوں نے ان طاقتوں کو اپنی لیبارٹریز میں جمع کیا، طاقت کی نرمی اور گرمی کو پرکھا، پھر انھیں آپس میں ملا کر حیرت انگیز وجود میں ڈھالدیا، ان دیکھی طاقت پر اشرف المخلوقات کی برتری منشاءِ مشیّت ہے؛

بالآخر تحقیق اس منزل پر آگئی کہ کُلُّ نفسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوت کی آیت کے سامنے سائنس کے حتمی فیصلے اپنی ہی تحقیق سے سرنگوں ہو گئے۔

ثابت ہو گیا کہ مادہ کی حیاتِ ابدی کا یقین قرآن مجید سے ناواقفیت کے سوا کچھ نہیں، گو کہ مادہ یعنی پروٹون کی مدتِ حیات ایک پراکٹیس زیرلگا کر پڑھیں بہت طویل ہے۔ لیکن اس کو بھی فنا لازم ہے؛ قرآن نے نفس کو کئی مقام پر رقم کیا ہے، اور ہر مقام پر نفس کا خاص مفہوم ہے۔ لیکن حیات کا جس نفس سے واسطہ ہے، اس کے لئے قرآن نے کہدیا کُلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت۔

زمانہ واقف ہے کہ عبدالسلام اور انکے ہم عصر محققین کی تحقیق نے ثابت کر دیا کہ پروٹون جسے کل تک لازوال سمجھ رہے تھے، اس کو بھی راہِ فنا سے گذرتے دیکھکر ماننا پڑتا ہے۔ وہ علم ہمیشہ منزلِ تشکیک میں ہے جسے قرآن سے واسطہ نہیں، خداوندِ ذوالجلال کی ہدایت ہے، یہ قرآن سراسر نصیحت ہے جو

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○ چاہے اپنے پروردگار کی راہ لے "قرآن کو ٹھہر ٹھہر کے غور و فکر کے ساتھ پڑھو"، یہ فکر بمنزلۂ عبادت ہے۔ قرآن کی درسگاہ کائنات کی لامحدود وسعت ہے۔ اس درسگاہ کا ہر طالبعلم کائنات کی پیچیدہ گتھیوں کو اپنی انگشتِ شہادت سے کھول سکتا ہے؛

درود و سلام ہے آقائے کل مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام کے لئے جنکے دو جملوں نے قیامت تک باقی رہنے والی دنیا اور ہر گذر جانیوالے انسان کو ھدایت کی ہے:

دنیا کا کام اس طرح کرو جیسے ہمیشہ اس میں رہنا ہے، چونکہ تم گذشتہ سے پیوستہ ہو، اور آئندہ تم سے وابستہ ہے اور آخرت کی تیاری اس طرح کرو جیسے ابھی چلے جانا ہے، چونکہ جنت تمہارے پاک و پاکیزہ نیک اعمال سے وابستہ ہے۔ یوں تو قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر اپنے معجزہ کے ساتھ روشن ہے لیکن ہم نے کب اس معجزہ کو سائنس کا اولین باب مانا پیغمبرِ خدا کے ہاتھ میں لوہا موم بن جاتا ہے۔ یہ معجزہ دنیا کی ترقی کیلئے ایک ہدایت ہے لیکن پیغمبرِ خدا سے سمجھا کہ لوہے کی نرمی کے بغیر یہ لوہا کارآمد نہیں ہو سکتا، اور مشیت کے سامنے سر بسجدہ ہو گئے بیشک کائنات کا تو ہی خالق ہے اور کارِ دنیا تیری ھدایت کے بغیر ایک قدم آگے نہیں جا سکتی؛

پیغمبروں کے معجزوں میں علم کے خزانے پوشیدہ ہیں، پیغمبروں کے معجزے دنیا اور آخرت کے لئے مثال بنکے آتے رہے ہیں، حق کی ہدایت کرتے، جنت کی راہ دکھاتے رہے راہِ حق میں انکی قربانیاں اپنے وقت پر اہم ہو گئیں، لیکن آنے والا زمانہ انکی مصیبتوں کو انکی صعوبتوں کو اپنے احساس کے ساتھ محسوس

رسکا، وہ اذیتیں جو خود اپنے جسم و جان کے ساتھ محسوس نہ کی جا سکیں، وہ دیکھ کر اور سُنکر متاثر ضرور کرتی ہیں لیکن اُنکا تاثر اپنے سلسلے کے ساتھ قائم نہیں رہتا،

بعد علیٰ روح اللہ اللہ نے اپنی رحمت و حجت کا گوہر مقصود احمدِ مجتبیٰ محمدؐ مصطفےٰ کو آسمانِ ہدایت پر اسطرح روشن کیا کہ کائنات کا زرہ زرہ ابتک اُسی کے نور سے روشن ہے، رسالت کا نور بحکم خدا۔

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ج

اس طرح صاف ظاہر ہے کہ پروردگار نے کہا اِن سب کو فضیلت دی، صرف اِن کو ہی نہیں انکے باپ داداؤں کو انکی اولاد، انکے بھائی بندوں میں منتخب کیا اور انکو سیدھی راہ کی ہدایت کی۔ سورۂ انعام کی یہ آیت رسالت کی وسعت اور اُسکے سلسلے کی کھلی دلیل ہے۔ خاندانِ رسالتؐ سے منتخب بندوں کا انتخاب اصولِ رسالت ہے۔" وہ اللہ جس نے حضرت موسیٰؑ کی مدد کے لئے اُنکے بھائی حضرت ہارونؑ کو پیغمبری عطا کی، اسی ربّ نے اپنے رسولؐ محمدؐ مصطفےٰ کی رسالت کو اس طرح وسعت دی کہ اطاعت کرو اللہؐ کی اطاعت کرو رسولؐ کی اور اس نور کی جو رسالتؐ کے ساتھ نازل ہوا! عقل کہتی ہے۔ قرآن اور اعلانِ رسالت نور ہیں، تو مقامِ فکر ہے جو حکم خدا ہے، وہی اعلانِ رسالت جو اعلانِ رسالت ہے وہی قرآن ہے۔ پھر یہ اصرار! اطاعت کرو اللہؐ کی اطاعت کرو رسولؐ کی اور اطاعت کرو اس نور کی جو رسالت کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اگر غور سے حکمِ خدا کو دیکھیں تو سمجھ میں آئیگا کہ اللہ نے اس طور اطاعت کا حکم کیوں دیا ہے؟ اطاعت کرو اللہ کی یعنی اُسکی وحدانیت کے ساتھ، اُسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اطاعت کرو رسولؐ کی جس نے کہا:

خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ اور اب حکم ہے، اطاعت
کرو اُس نور کی جو رسالت کے ساتھ نازل ہوا!!
دعوتِ ذوالعشیرہ گواہ ہے! جب نور نے نور کی گواہی دی، جب
اعلانِ رسالت کے ساتھ ہی تائیدِ رسالت ہوئی، یاد کرو وہ وقت
جب خدا نے نفسِ رسولؐ کا اظہار لازم جانا۔ یَا اَیُّهَا النَّاس اگر
اس پر بھی تمہاری سرکشی نہ پہچان سکی تو سورہ برات کا مبلغ بے نیام تلوار لیے
کے سامنے بے خوف و خطر کھڑا ہے۔ یہ شجاعِ ازلی نور ازلی ہے جسے
اللہ نے ذوالفقار عطا کی ہے۔ جسکے دو پھل ہیں، یہ دو پھل دشمنِ خدا کے قلب
و جگر میں اُتر جائینگے!!

عزادارانِ حسینؑ بعد رسولِ خدا بوریا نشین بھی اُٹھ کھڑے ہوئے، دبی
ہوئی خواہشیں بیدار ہو گئیں، ملک گیری کی ہوس نے بھولی ہوئی راہ یاد
دلادی، کیا کیا ستم اُس نور پر نہ گذر گئے جس کی اطاعت کا حکم جزوِ قرآن ہے،
لیکن بسترِ رسولؐ پر سونے والا قلبِ مطمئن وقتِ شہادت مسجد کوفہ
میں اسی قلبِ مطمئن نے کہا، فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ کعبہ کے رب کی
قسم علیؑ آج کامیاب ہوا!!

ذوالفقار ایک بشارت تھی جسے اہلِ اسلام نہ سمجھ سکے۔ بعدِ علیؑ ابن
ابی طالب علیہ السلام ذوالفقار کے دونوں پھل، صلحِ حسنؑ اور صبرِ حسینؑ!
دشمنِ خدا و رسولؐ کے دل میں اس طرح اُتر گئے کہ آج اسلام اپنی شریعت
کے ساتھ تا قائمِ آلِ محمدؐ قائم ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
صلحِ حسنؑ نے راہِ ہدایت کو کچھ اس طرح سنوارا کہ اٹھائیس رجب کو
امام حسینؑ علیہ السلام بہ اطمینانِ قلب جانبِ کربلا چلے۔ امام عالی مقام نے

درد کے ہر اس رشتے کو ساتھ لیا جسکی معمولی سی تکلیف بھی فطرتِ انسانی نہیں سہار سکتی۔ دو تاریخ محرم کی دشتِ نینوا نورِ امامت سے منور ہوئی، آلِ محمدؐ کے خیمے لبِ فرات نصب ہوئے۔ چار تاریخ لشکرِ یزید نے ظلم کی ابتداء کی، خیامِ حسینیؑ دریا سے دور تپتی ہوئی زمین پر نصب ہوئے شدتِ تپش میں سات تاریخ آگئی آلِ محمدؐ پر پانی بند ہو گیا۔ منزلِ صبر پر العطش کی صدا خیامِ حسینیؑ میں گھٹ کر رہ گئی جگر گوشۂ بتولؑ حسینؑ ابنِ علیؑ اپنے مقصد سے قریب ہو گئے۔

تین دن راہِ ھدایت پر مصروفِ عمل رہے، لیکن ھدایتِ حق کا ایک ہی جواب تھا۔ بیعت یزید لازم ہے حجت کیلئے شریعت کے تین دن گذار کر اپنے سارے پیاروں کو کھو کر امام عالی مقام نے اپنا آخری خطبہ دیا، آخری حجت تمام کی، وقتِ عصر آواز دی: قسم ہے ربِ ذوالجلال کی تم جانتے ہو میں کون ہوں، اگر نہیں جانتے تو سنو میں تمہارے نبی کا نواسہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں اے اہلِ کوفہ تم نے مجھے خود بلایا ہے۔ بخدا مجھے زندگی عزیز نہیں، دیکھو احسینؑ پر زیست بارِ گراں ہے، میرے احبابِ باوفا نہ رہے، عزیز جانثار نہ رہے، وہ حسینیؑ سپاہ نہ رہی، قوتِ بازو عباسؑ دلاور نہ رہے، تم نے میرے قاسمؑ کو پائمال کر دیا، میرے علی اکبرؑ کو برچھی سے چھید دیا، تم نے ظلم کی انتہا کر دی میرے چھ ماہ کے بچے کو بھی نہ چھوڑا تم اپنے ظلم پر نازاں ہو، میں اپنے جگر پاروں کے خون سے سرخ رو ہوں، لیکن یہ آخری حجت ہے، تم میرے نانا کی اُمت ہو، میں اپنا حق ادا کرتا ہوں مجھے بتاؤ کیوں میرے خون کے پیاسے ہو؟

کیا میں نے تمہارا حق لیا ہے؟ کیا میں نے شریعت بدل دی ہے! یا تم مسلمان

نہیں ہو؟ اب بھی ہدایت پالو تو میں اپنے حق سے ادا ہو جاؤں۔ یاد رکھو، جادۂ حق پر شہادت ہمارا ہی حق ہے" اے انبیاؤں کو بھلا دینے والو! اے راہِ حق پر کانٹے بچھانے والو! میں ابراہیمؑ کا فرزند ہوں، موسیٰؑ کا عصا ہوں، عیسیٰؑ سے مسیحا کا فرزند حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں۔ بخدا حسینؑ تمہارے انجام سے باخبر ہے۔ تم نے جو ظلم و ستم اسلام پر کئے، تم نے جو ستم شریعت پر کئے، اسکی گواہ یہ دشتِ کربلا ہے، میری مظلومیت سے ہے قدرت نے دشتِ نینوا پر آج ایسی تحریر لکھی ہے جسکو مٹا دینا اب کسی کے بس میں نہیں! یہ لوحِ محفوظ کی تحریر ہے! یہ کربلا آلِ محمدؐ کے خون سے لکھی ہوئی کتابِ الٰہی کا ورق ہے! خدا جانتا ہے، چند لمحوں میں تمہاری ظلم کی تلوار ہوگی اور میرا گلا، لیکن اب شریعتِ اسلام خونِ حسینؑ

کی پناہ میں ہے" اب اس شریعت میں رد و بدل اس نفرت و عداوت کو ظاہر کرتی رہیگی جو تم کو میرے نانا محمدؐ مصطفےٰ کے دین سے ہے، اور اس کارِ رسالتؐ سے تھی جس کے تم مجبوراً قائل تھے۔ لو میں نے حجت تمام کی، تم اپنا انجام جان لو۔"

صفِ ماتم کے سوگوارو! آج محرم کی بارہ تاریخ آگئی، دشتِ کربلا میں حسینؑ کی صدائے بازگشت باقی رہ گئی ہے۔ اسی دشتِ نینوا میں حضرت ابراہیمؑ کے مقابل نمرودؑ کی خدائی تھی۔ اسی دشتِ بلا پر گذرے ہوئے انبیاءؑ کی مصیبت رقم ہے۔ لیکن ان پر گذری ہوئی کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جسکی یاد ہر زمانہ اپنے جسم و جان، اپنے احساس کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔ یہ شرف حسینؑ کا ہے۔ اولادِ علیؑ کا ہے، جس کی منتظر خود قدرت ہے۔"

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً

سورۂ توبہ نے کہا ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے، روزِ عاشور وہ کس شان سے ظاہر ہوئے جسے اللہ نے اپنے حق کیلئے ممتاز کیا ہے۔ راہِ حق میں کربلا ایسی ہدایت ہے کہ جسم و جان سے لپٹ کر رہ گئی ہے چودہ سو برس بعد بھی ہر سال محرّم میں وہی شدّتِ تشنگی وہی صدائے العطش ہے! راہ چلتے مسافر ہوں، مصیبت کے ستائے ہوں، روزہ دار ہوں، پیاس بڑھی پانی نہیں دل نے کہا ہائے حسینؑ، کون حسینؑ؟ ہمارے نبیؐ کا نواسہ، فاطمہ زہراؑ کا لختِ جگر، دوشِ محمدؐ کے مکین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا نورِ نظر شہیدِ ظلم و جفا، قدرت کا گوہرِ مقصود حسینؑ ابن علیؑ جس نے دین و شریعت کو اسطرح نرغۂ اعدا سے چھڑایا کہ آج کربلا انکو سلام کرتی ہے۔ اے کشتۂ تیغِ جفا حسینؑ آپؑ کے عزم کو سلام۔ اے فوجِ حسینیؑ کے علمدار عباسؑ دلاور اسلام کی نصرت میں آپکے دستِ بریدہ کو سلام، اے ہمشکلِ مصطفےٰؐ آپکے قلبِ مطہر کو سلام۔ اے قاسمؑ ذیجاہ آرزوئے حسنؑ ابن علیؑ آپکی لاشِ بریدہ کو سلام۔ ننھے مجاھد فاتح کربلا، آپکے گلوئے نازک کو سلام، اے اسیرانِ بلا! پابرہنہ عابدِ مضطر! اے ثانی زہراؑ آپکے بندھے ہاتھوں کو سلام، اے عقدہ کشا کی لاڈلی پیاسی بے پدر سکینہؑ آپکی تشنگی کو سلام پسِ گردن بندھے آپکے ننھے بازوؤں کو سلام۔ بی بی یا شکیبا آپکے عزادار آپ کے قدموں کے نشان پر رواں ہیں۔ یہ حسینؑ کا ماتمی دستہ ہے۔ اِنکے اشک قبول ہوں انکا سلام قبول ہو سب غم ہیں دو روزہ غمِ شبیرؑ وہی ہے تیرہ سو برس بعد بھی تاثیر وہی ہے۔

وَ کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ

ہم نے ہر چیز کا علم اِمامِ مُبین کو عطا کر دیا ہے

حاضرین مجلس کسی شئے کی ماہیت کو جان لینے کا نام علم ہے، اور ہر علم کیلئے عالم کا ہونا لازم ہے۔ یہ منشائے مشیت ہے۔ اور عالم کیلئے صاحب دلیل ہونا دلیلِ علم ہے۔ یوں تو کائنات کی ہر شئے پکار رہی ہے۔ مجھے سمجھو، لیکن ذرہ سے کیلئے آفتاب کو سمجھنے کے لئے ہمیں سرچشمہ علم، قرآن کریم کو سمجھانا ہے جسکی تجلّی میں کائنات کا ذرّہ ذرّہ حجاب سے محروم ہے۔ زمانے کی گردش نے تاویل کو ترتیب سے، قرآن کو دلیل سے الگ کرنیکی سعی پیہم ضرور کی ہے، لیکن ابھی امامِ مبین کا سلسلہ قائم ہے۔"

قرآن کی آیت کی جب کردار سے مطابقت ہو جائے علم قرآن کو صاحب علم کے کلام سے مطابقت ہو تو ہم اس قول کو کس طرح مفسر قرآن سمجھ سکتے ہیں، لیکن جسکا علم قرآن سے ہم آہنگ نہیں جسکا قول قرآن کو ترتیب سے تاویل کو، دلیل سے جدا کرتا ہے۔ اُس قول کا قلبِ ایمان طلب کسطرح اتباع کرے۔

اکثر سوال ہے صاحب علم واقف قرآن کیلئے امامت کو قرآن سے ثابت کرو۔ جب نبوت کو، وقتِ نزولِ قرآن، اپنی رسالت

کیلئے۔ شبِ ہجرت، مکہ چھوڑ دینا پڑا۔ اور مدینہ گواہ ہے کہ وہ کیا جانثار تھے، جنکی جاں نثاری ایک کے بعد ایک تہرِ نبوت بنتی رہی!!
ماننے والے ایمان لائے نہ ماننے والے ابتک اس دنیا میں باقی ہیں، وہ لوگ جنکو اسلام میں اپنا مفاد نظر آیا اور دل نہ قرآن کو مان سکا نہ رسالت پر یقین آیا، پھر بھی مسلمان بن گئے! یہ تھی منافقت کی ابتداء، وہ رسولِ خدا جسے ایک کلمۂ حق لا الٰہ الا اللہ آڑے ترچھے دلوں میں سیدھا اتارنے کیلئے نادِ علیاً مظہر العجائب الخ اُسے بابِ شہرِ علم سمجھانے کے لئے میدانِ کربلا کی وسعت میں لاکھوں کا مجمع ہر قوم اور ہر قبیلے کی یکجائی کے لئے کہنا پڑا۔ حسینٌ منی و انا من الحسین، اور یہ قول بھی بحکمِ خدا تھا جسکی بجاآوری کے لئے آیت نازل ہوئی

الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ (البقرۃ)

: اے رسولؐ بشارت دے دو جو اپنی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں انکا اللہ اُن پر درود بھیجتا ہے۔
رسولؐ منجانب خدا! اُن پر درود! جو لوگ منزلِ صبر و رضا پر ہیں ہدایت یافتہ ہیں ان پر درود۔ اے رسولؐ بشارت دے دو۔ انکا اللہ ان پر درود بھیجتا ہے۔
قرآن گواہ ہے اللہ اپنے منتخب بندوں کی بھی تعریف اُنکے

تکمیلِ عمل سے قبل نہیں کرتا، ہر نبیؐ پر اللہ کا سلام صفحۂ قرآن پر تکمیل رسالتؐ کی دلیل ہے۔ راہِ حق میں اُن کی مصیبتوں پر اللہ کا سلام آیا ہے۔ لیکن قبل عمل اللہ نے دُرود بھیجا ہے۔ ان کے لئے جن منتخب بندوں کو رسولؐ نے بحکمِ خدا بشارت دی ہے۔ جنکے انتخاب پر تا زندگی خود رسالتؐ نے دُرود بھیجا ہے۔ اور اللہ تا قیامت جب تک قرآن کائنات میں باقی ہے دُرود بھیجتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

حاضرینِ مجلس! اللہ پر انسان کا یقین اپنی حیات و موت۔ عروج و زوال، شکست و فتح۔ دلیلِ معراجِ بشریت نہیں ہے۔ لیکن اللہ کا یقین اپنے بندے پر یہ ہے مخصوص شرف صاحبِ علم اور وارث قرآن کیلئے۔

اللہ پر بندے کا یقین کلمۂ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مقام، درود ہے اللہ کا یقین اپنے بندے پر۔ اے رسولؐ بشارت دے دو۔ اُنکا اللہ ان پر دُرود بھیجتا ہے۔"

مؤمنین! کس منزلِ کمال پر ہے آیتِ مُبین کہ علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے دُعا کی: بیشک تو ویسا ہی رَبّ ہے جیسا میں چاہتا تھا، اب تو مجھکو ویسا ہی عبد بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔

کیا حکمت ہے اللہ کی رحمت کی اعلیٰ دلیل دی ہے مولائے کائنات نے۔ بیشک تو ویسا ہی رَبّ ہے جیسا میں چاہتا تھا، ایک بندہ اپنے اللہ سے اپنی ہر ضرورت کا طالب ہے جسکے لئے اللہ نے جابجا اپنی رحمت کے دریا بہائے ہیں۔ خواہ اللہ پر یقین

ہو نہ ہو، ہر بندے کے رزق کا، آرام کا سامان موجود ہے۔
بندوں کو اس لئے کہنا پڑتا ہے بیشک تو ویسا ہی رب ہے جیسا میں چاہتا تھا۔ تو رحمٰن ہے رحیم ہے۔ رزاق ہے۔ لیکن بارگاہِ خداوندی گواہ ہے، کس میں اتنا حوصلہ ہے؟ کس میں اتنا صبر ہے؟ کس کے پاس ایسا یقین ہے؟ کہ یہ دعا برعرش اس انداز سے دستِ سوال دراز کرے۔ اب تو مجھکو ویسا ہی عبد بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔ دعا کی قبولیت حضرت علیؑ کے قدم بقدم ساتھ ہے۔"

شب ہجرت سے شب معراج۔ اور معراج پر ہی کیا منحصر ہے جنگِ بدر، خندق، حنین اور جنگ احد ہے؛ اس قبولیت دعا کی دلیل ہے؛

یہ دعا خانہ کعبہ سے مثل آفتاب طلوع ہوئی مسجد کوفہ میں مولا نے کہا؛ فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَہ۔ کعبہ کے رب کی قسم علیؑ کامیاب ہے؛ اور یہ دعا وارثِ قرآن کا مدعا ہے یہ دعا سلسلۂ امامت ہے جسکی انتہا کربلا ہے۔ اب مجھکو ویسا ہی عبد بنا لے جیسا تو چاہتا ہے؛ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا، بابِ العلم سے امام حسینؑ چلے، دعا کی قبولیت ساتھ ساتھ ہے۔ بیشک اتنی مصیبتیں ان پر ہی آسکتی ہیں جنکے لئے جنت خلق ہوئی ہو؛
ورنہ ایک معمولی انسان پر اللہ کی ایسی رحمت ہوتی نہیں جسکے لئے اللہ ورود کو مقامِ صبر و رضا پر برابر، ہم نفس بنا دے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ کربلا کی سرزمین پر نمرود کی خدائی تھی۔ ابراہیم خلیل اللہ

کے لئے آگ گلزار ہو گئی تھی، لیکن آج خلیلِ کربلا کی شان پر حضرت ابراہیمؑ کا سلام ہے؛

عقل کہتی ہے وہ آتشِ نمرود جو وحدانیت کے لئے جلی تھی، وہ گلزار ہو گئی، تم اپنے لئے راہ کیسی بھی منتخب کرو اللہ اس سے بے نیاز ہے؛

لیکن "وہ" آگ جو دینِ خدا اور شریعت کے خلاف جلائی گئی، اُسکے لئے ایک عبدِ خدا خلیلِ کربلا، نائبِ خدا کافی ہے، کربلا؛ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اس ذکر کو اللہ باقی رکھنے والا ہے۔

اس ایک آیت کی روشنی میں سلسلہ رسالت باقی ہے اگر امام حسین علیہ السلام اس اندازِ شجاعت سے منافقت کے مقابل نہ آجاتے تو دینِ خدا، کارِ رسالت ناتمام ہی رہجاتا!

عزادارانِ حسینؑ قرآن گواہ ہے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب صالحین میں سے تھے، صابرین میں سے تھے، لیکن کسی پیغمبر نے نہیں کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن؛

ہر پیغمبر نے توبہ کی، مدد مانگی، لیکن یہ آیت! ہم اللہ ہی کی طرف سے آئے ہیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

یہ آیت اُس دعا کی بشارت ہے؛

بیشک تو ویسا ہی رب ہے، جیسا میں چاہتا تھا۔

اب تو مجھکو ویسا ہی عبد بنالے جیسا تو چاہتا ہے؛ یہ دعا! کیا تھی سلسلہ امامت کا وہ اختیار جس کے سامنے زمانہ

سرنگوں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعاء یا رب میری ذریت میں امامت عطا کر، امام کی دعاء تو مجھکو ویسا ہی عبد بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔ بابِ قبولیت پر سلسلہ انبیاءؑ ہے۔ بابِ قبولیت کے لئے کربلا تخلیق ہوئی۔

اٹھائیس رجب کو علیؑ کی دعاء بابِ قبولیت سے جانبِ کربلا چلی۔ دو محرم کو امامِ عالی مقام منزلِ مقصود پر آ گئے، اختیار کی قدرت ہے، اور مصیبتوں کی انتہا۔

سوکھے ہوتے لب دینِ خدا کی سقائی میں مصروفِ عمل ہیں، ایک کے بعد ایک جانثارِ حق و شریعت راہِ ثواب طے کر چکے، قریب عصر امام فدیۂ آخر کے لئے سات بار آگے بڑھے پیچھے ہٹے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ : رِضَا بِہٖ قَضَائِہٖ تَسْلِیْمًا لِاَمْرِہٖ۔

اس چھ ماہ کے فدیۂ آخر پر حضرت اسمٰعیلؑ کی بند آنکھوں کا سلام حسینؑ کے پلٹے شبابِ انبیاء و مرسلینؑ کا سلام۔

امام حسینؑ کی مصیبتوں پر اپنے عبد کے لئے خدا کا درود و سلام

اے صلے اعلٰے ہمتِ مردانہ شبیرؑ سے

گھر کا ہر اک چراغ بجھا کر امامِ دیں

اسلام کی نمودِ سحر دیکھتے رہے

مومنین آج کی تاریخ بہت اہم تاریخ ہے۔ آج آپ کے مولا کا سوئم ہے، کربلا کے بہتر شہیدوں کا سوئم ہے۔ ان مصائب کا

ذکر کس طرح ہو جو بعد شہادت حسین عترتِ اطہار پر آئی ہے؛ نہ دل میں قوت ہے نہ زبان اِس اذیت کو بیان کر سکتی ہے۔ بس۔ عزادارو! خیمے جلے ناموسِ نبیؐ۔ آج رسن بستہ، سر برہنہ بازاروں سے گذر رہی ہے۔ وامصیبتا وا محمدا

ہم اہلِ عزا عابدِ دلگیر کے صدقے
بیڑی کے فدا پاؤں کی زنجیر کے صدقے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ط

سورۃ الاحقاف میں ارشادِ الٰہی ہے:

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے مبنی بر حکمت بنایا ہے"

سورۃ الاحقاف کی یہ آیت اپنی تفسیر میں کائنات پر محیط ہے، ربِ کریم نے کائنات کو خلق کیا اور اپنی تخلیق کو منفرد مقام عطا کیا، کائنات کی ہر شئے علیحدہ علیحدہ اپنی شکل سے اپنے اوصاف اور اپنے نام کا پتہ دیتی ہے۔ اور اپنی خاصیت، اپنی صورت اپنا طریقہ حیات اپنے نام کے ساتھ برقرار رکھتی ہے۔ خلاقِ عالم نے اپنی ہر تخلیق کو احساسِ فنا اور بقا کے درمیان ارتقا کا تصور عطا کیا ہے۔ ہمارا ذہنِ رسا حدود کی حد میں محدود ہے۔ کائنات کی موجودات اور اسکی ارتقا! ایک زندہ نظر اپنی مدتِ حیات کی کمی کے باعث کائنات کی ارتقائی منازل کو دیکھ نہیں سکتی لیکن خداوندِ کریم نے ہر شئے کو مبنی بر حکمت بنایا ہے"

مؤمنین! جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ کائنات کی ہر شئے اپنے اوصاف سے، اپنی شکل سے، اپنی خاصیت کا پتہ دیتی ہے لیکن دعوتِ فکر دیتی ہے۔ انسان کی شکل اور اس کی خاصیت۔

پیدا کرنے والے نے جسمانی ساخت ایک جیسی رکھی، حواسِ خمسہ ایک جیسے ہیں، لیکن ہر اک کی فکر دوسرے سے علیحدہ اور مختلف ہے؛ ایک کی خاصیت دوسرے سے مختلف ہے؛ بظاہر ہوش و حواس ایک سے ہیں لیکن نیتیں الگ الگ؛

انسان اپنی ذہنی کیفیت کیساتھ ایک دوسرے سے مختلف ہے جُداجُدا ہے۔ مشاھدہ ہے؛ تاریخ ہے کہ یہ انسان اپنی ہوس کیساتھ ذلیل ہے۔ توفیق عطا کیساتھ عزیز ہے۔ جہالت کی بنا پر مجہول ہے۔ علم کی اساس پر صاحبِ قدرت ہے۔ اقتدار کے ساتھ ظالم ہے اختیار کی وسعت کیساتھ مظلوم ہے۔ صاحبِ کمال ہے۔ انسان بظاہر ایک جیسا ہے۔ لیکن اپنی ہی ہستی میں پست ہے۔ اپنی ہی ہستی میں بلند ہے۔ بلند سے بلند تر ہے اشرف المخلوقات ہے، سُبحان ہے وہ خالقِ بَشر جس نے انسان کو انسان سے پوشیدہ کر دیا ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ تم ہماری کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ ستّارالعیُوب جس نے راستی کو گمراہی کا علم دیا، اور راستی کو مُمتاز کیا۔ ہماری کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وہ رَبِّ کریم جس نے آزمائش اور سزا کو ہمشکل بنایا، اپنی، رحمت سے مصیبت کو فنا اور بقاء کے لئے سبب بنایا۔

حاضرین مجلس! عزاُداران حسینؑ۔ یہ مصیبت خود کچھ نہیں کہتی، مصیبت کبھی سزا ہے، تو کسی جا، آزمائشِ ایمان ویقین، مصیبت بظاہر ایک سی ہے۔ لیکن انسان کا عمل، انسان کا اپنا ضمیر جانتا ہے۔ کہ یہ سزا ہے۔ یا آزمائش۔

مصیبت و آلام کی صورت ایک سی ہے۔ لیکن اس کے اوصاف مختلف ہیں، یہ مصیبت کمزور کو بے صبر بناتی ہے، گنہگار کو نڈھال کر دیتی ہے۔ کمزور اور حق نا آشنا کی مصیبت مجبوری ہے لاچاری ہے۔

صاحبِ ایمان و یقین کی مصیبت قوتِ اختیار ہے، دعوتِ حق ہے۔ قوتِ اختیار ہو، تو مصیبت ہی نصرتِ حق ہے،

سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط۔

اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ، لوگوں کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ حق چھوڑ دو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ اللہ کی مدد کرنے والوں سے اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ صابروں کیساتھ ہے خدا راہِ حق میں مصیبتوں پر صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کی طرف سے اعلانِ رفاقت ہے۔ اے اشرف المخلوقات یہی تیرا شرف ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

یہ آیت! طالب کا مطلوب کے لئے اعلانِ باہمی، منزلِ کمال پر ہے۔ منصبِ رسالت و امامت کی روشن دلیل ہے۔

سورۂ انبیاء میں اللہ نے اپنے صابر بندوں کا ذکر اس شان سے کیا ہے۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ہ

وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ط یہ سب صابروں میں ہیں۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔ ہم نے انکی خطا معاف کی ان کی توبہ قبول کی انکی دعاء قبول کی۔

اپنے صابر بندوں کیلئے قرآن میں پھر ارشاد کیا ہے: اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ صابروں کیساتھ۔ اور اعلانِ رسالت کے ساتھ ہی علیؑ ابن ابیطالبؑ نصرتِ حق کے لئے اس شان سے اُٹھے جیسے اِسی راہ پر ازل سے کھڑے ہیں۔ حضرت علیؑ عَلَیہِ السّلام کی گواہی کی پناہ میں اسلام بڑھتا رہا۔ مؤمنین اِدھر اسلام بڑھتا رہا، اُدھر حضرت علیؑ کی مصیبت بڑھتی گئی، زورِ یداللہ سے دشمنی منافقت میں چھپتی رہی۔ لیکن گھر کا ٹوٹا ہوا دروازہ، اور گلے میں ڈالی ہوئی رسّی بھی قرآنِ ناطق کے کلام کو قطع کر نہ سکی، اور نہ ذوالفقار کے مقابل باطل کی تلوار تھم سکی۔ تبلیغِ حق میں دشمنوں کی پرواہ نہ ذوالفقار کو تھی نہ علیؑ کے قلم کو، نہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے فیصلوں کو تھی، فکر تھی حضرت علیؑ کی کمسنی شاھد ہے۔ کہ نزولِ نبوت سے قبل حضرت ابوطالبؑ کی دشمنی کسی بھی قبیلے سے نہ تھی۔ اعلانِ نبوت سے قبل حضرت علی علیہ السّلام کسی کی ذاتی دشمنی کا کوئی جواز ہی نہیں تھا، کلمہ زبان سے ادا کرنا ہی صاحبِ ایمان کی دلیل نہیں غور کرو لفظِ منافق پر، کیا رحمتِ خدا لے ہے۔ قرآن نے کلمہ پڑھنے والوں کو منافق کہہ دیا چونکہ دل مائل بہ ایمان نہ تھا، اور جس نے کلمہ

نہیں پڑھا اُسکو پروردگار نے اپنی مدد بنا کے قرآن کی ضمانت میں دیدیا۔"

حضرت ابو طالبؑ خدا کی مدد کا مظہر ہیں اللہ کی مدد پیکرِ انسانی میں ڈھل کے ہی ابو طالبؑ کے لقب سے ہمیشہ کیلئے اسلام کی رُوح بن چکی ہے۔"

تم یتیم تھے میں نے پناہ دی، میں نے تمہاری پرورش کی اِس پرورش نے ثابت کر دیا کہ رسالتؐ وورثِ امامت پر تا قائمِ آلِ محمدؐ حکمِ خدا کی بجا آوری کے لئے مظہرِ رسالت ہے۔

حکمِ خدا ہے اے رسولؐ کافروں سے جنگ کرو، اور منافقوں سے جنگ، ابوسفیان اور ابوجہل سے جنگ کرنیوالا رسولؐ، حکمِ خدا کے سامنے حضرت ابو طالبؑ کے مقابل خاموش ہے۔

اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔

حضرت ابو طالب علیہ السّلام کا ایک ہی جملہ سارے کلمہ گو کے لئے راہِ نجات ہے۔ حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا: وَاللہ محمدؐ صادق ہے، امین ہے۔ محمدؐ مصطفےٰ امین وحیِ ربانی ہیں۔ لفظِ صادق اور امین کے اقرار نے ایمانِ حضرتِ ابو طالبؑ کو اِسقدر روشن کیا کہ اُسکی روشنی سے کعبہ پُر نور ہے مدینہ منوّر اور روشن ہے کربلا اِسی نور کا نام ہے۔ حکم ہے کافروں سے جنگ کرو، منافقوں سے جنگ کرو۔ تاریخ گواہ ہے حضرت محمدؐ مصطفےٰ

رسولِ خدا کا جہاد کافروں پر ختم ہے۔ منافقوں سے جنگ واجب ہے۔ یہ حکمِ خدا ہے۔ اَنَا وَعلی مِن نُورٍ وَاحِدٍ۔ جنگِ صفین اور کربلا بتا ئیگی، رسالت کہاں کہاں ثابت ہو رہی ہے، اللہ کس کس سے مخاطب ہے۔ وہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہوں یا حسنؑ ابنِ علیؑ یا حسینؑ ابنِ علیؑ یا علیؑ ابنِ الحسینؑ یا دیگر معصومینؑ
اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کیلئے کھڑے ہو جایا کرو۔

اعلانِ رسالت کیساتھ ہی حق کے گواہ علیؑ اور اولادِ علیؑ ہیں جنکا سرِ نیاز طاعتِ حق میں نذرِ خدا ہے۔

عزاء دارانِ حسینؑ بعد ختمی مرتبتؐ بدر کا صفین کا غبار فضا میں پھیلتا گیا۔

ابلیسِ کی انا مضطرب ہے۔ یزید امامِؑ وقت سے بیعت طلب ہے۔ تختِ یزید پر باطل کی حکمرانی ہے۔ یزید کے لئے ہر حرام شے حلال ہوگئی، حکمِ خدا و شریعت سے انحراف۔ منافقت کیلئے تسکینِ قلب بن گئی۔

اے ایمان والو! حق کے لئے اُٹھ کھڑے ہو جایا کرو۔
اِنَّا اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْن۔ صابروں کے سردار مقصودِ خدا حسینؑ ابنِ علیؑ جانبِ کربلا چلے اِنَّا اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْن کی آیت ہمسفر ہے۔ دوسری محرم کو زمینِ کرب و بلا پر آ گئے۔
چار تاریخ سے لشکرِ یزید کی بڑھتی ہوئی تعداد میں گھر گئے۔
طاہر و مطہر خیمے دریا سے اُٹھا دیئے گئے۔ امام عالی مقام نے

منزلِ صبر و رضا پر جلتی ہوئی زمین پر اپنے خیمے نصب کر دیئے گئے۔
ساتویں محرم سے پانی بند ہو گیا۔ نہرِ فرات پر فوجِ یزید کے پہرے
سخت ہو گئے۔ عالمِ تشنگی میں اطفالِ حسینیؑ مُہر بلب ہیں۔
نویں تاریخ فوجِ یزید نے اعلانِ جنگ کیا۔ ساقیٔ کوثر کے لال نے
ایک شب کی مہلت طلب کی، یہ مہلت کی طلب شجاعتِ امام
ہے۔ مجاہد کی بیمثال سخاوتِ عظیم ہے۔
حسینؑ ابن علیؑ راہِ حق پر اختیار کی قدرت لئے مصیبتوں
کو مہلت دے رہے ہیں۔ وسعت عطا کر رہے ہیں۔
قلبِ مطمئن نے عالمِ تشنگی کو ایک شب کی اور مہلت دیدی
حسینؑ ابن علیؑ جانتے ہیں، یہ تشنگی اسلام کے لئے آبِ حیات ہے
امام کے طریقۂ جہاد کے لئے دُرود و سلام ہے۔ اس ہادیٔ
دین کے لئے۔ صبحِ عاشور انصارِ جانثار گئے، اقرباء گئے عون
و محمدؑ گئے، قاسمؑ ابن حسنؑ گئے، کنارِ فرات عباسؑ دلاور گئے
ہمشکلِ مصطفٰےؐ علیؑ اکبر گئے، چھ ماہ کے شیر خوار علیؑ اصغر گئے
جو پہلے چلے گئے پیاس کی شدت حسینؑ سے کم لیکر گئے۔ جو پہلے
شہید ہوئے امام سے صدمے کم اٹھا کر گئے۔
اب وقتِ شہادت مصیبتوں کی انتہا ہے، شدتِ تپش
ہے۔ انتہا کی تشنگی ہے، غم و الم کا ہجوم ہے۔ بیکسی کی حد پر
عالمِ تنہائی ہے، وقت رُکا ہے، بعدِ نمازِ عصر حسینؑ نہیں۔ اور بعدِ
شہادتِ حسینؑ ابن علیؑ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین۔
یہ آیت ہے اور علیؑ ابن الحسینؑ! پیشِ نگاہ خیمے جلے ناموس

مصطفٰےؐ اسیر ہوئی، امام نے طوق و سلاسل کے لئے سرِ نیاز پیشِ خدا جھکا دیا۔ لٹا ہوا قافلہ لئے ہوئے امام راہِ شام سے گذر رہے ہیں۔

مومنین آج بارہ محرم ہے۔ بہتّر کا سوئم ہے۔ وہ بہتّر تن جنکے جسموں پر تیروں کی بارش ہوئی، تیغ و تبر سے جسمِ مطہر فگار ہے آج انکا سوئم ہے۔ جنکی لاشیں بے گور و کفن جلتی ہوئی ریت پر آیاتِ فتح مبین ہیں۔

سطوتِ حق کا نقش مٹایا نہ جائے گا
ہر پرچمِ بلند جھکایا نہ جائے گا

نورِ نگاہِ زینبؑ [illegible] پہ
کون علیؑ کی [illegible] اٹھایا نہ جائے گا

جن ظالموں نے ظالم سرِ [illegible] حسینؑ
محشر میں [illegible] سے اُن کو بچایا نہ جائے گا

واجب ہوئی ہے ہم پہ عزاداریٔ حسینؑ
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دلدادگانِ نعتیٔ [illegible] کے
ابنِ علیؑ کا خون چھپایا نہ جائے گا

زہرا کے خانوادۂ عظمت سے
ہاں [illegible] کی آبرو کو گھٹایا نہ جائے گا

اس کربلا میں اب بھی ابنِ زیاد ہے
عباسؑ کے علم کو گرایا نہ جائے گا

مجھ کو خبر ملی ہے یہ مشرقین سے
ذرّوں کو آفتاب بنایا نہ جائے گا

سن لیں میری طرف سے یزیدانِ عصرِ نو
نامِ حسینؑ ان سے مٹایا نہ جائے گا

محترم جناب شورش کاشمیری، از رسالہ چٹان، مئی ۱۹۶۴ء

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ
هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝

اسمیں شک نہیں بیشک یہ اللہ کی کتاب ہے۔ یہ متقین کے لیے ھدایت ہے :-

بیشک قرآن نور ہے۔ ازل کا محرم ہے۔ ابد کی تکمیل سے باخبر ہے۔

آدمؑ سے ختم نبوتؐ تک ہر نبیؑ کیساتھ معجزہ صفحہ قرآن پر جزو قرآن ہے۔

کتابِ خدا اور نزول نبوت! یہ ایک رحمت ہے جو اللہ نے، بنی نوعِ انسان کی بہتری کے لئے مخصوص کی ہے، کتابِ خدا اسرار و رموز سے، احکام و حکایات سے مبتدی اور متقی کے لئے ہدایت و نجات کا سرچشمہ ہے۔ یہ ایک علم ہے۔ عدم کا علم ہو یا وجود کا، علم الادیان ہو یا علم الابدان، مولائے کائنات نے جامع الفاظ میں فرمایا ہے: علم الادیان اور علم الابدان دو علم ایسے ہیں جسکی انتہا حد کے اندر محدود نہیں، یہ دونوں علم یکجان ہیں، تم سے ہی وابستہ ہیں۔ یہ علم کے دو باب ہیں۔ جو ایک جسم میں ایکجان ہیں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اے اشرف المخلوقات! اپنے شرف کی ماھیت کو سمجھلے اسلام وحدانیت کا عالم ہے۔ بات بات پر بدعت کا گمان شرک کا ڈر ہے۔

مبتدی کی عقل حیران ہے۔ خدا کی وحدانیت کو سمجھتے ہیں تو معراجِ نبیؐ فہم و ادراک سے دور ہے۔

کائنات کی ساخت میں نہ پستی ہے نہ بلندی، ایک وسعتِ عظیم ہے۔ سائنس کا طالبِ علم حیران ہے۔ معراج جسمانی ہو یا روحانی سمت لازم ہے۔ اِس ذہن کو ہدایت ہے۔ "یہ قرآن متقین کیلئے ہدایت۔ اور اے اہلِ ایمان تمہاری ھدایت کے لئے متقین کافی ہیں!

نہج البلاغہ میں ارشادِ امیر المؤمنین ہے:

ساری حمد اُس خدا کے لئے سزاوار ہے۔ جسکی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں۔ اور شمار کرنے والے جسکی نعمتیں شمار نہیں کرسکتے، اور کوشش کرنیوالے اسکا حق ادا نہیں کرسکتے دین کی بنیاد خدا کی معرفت ہے، اور کمالِ معرفت اُسکی تصدیق ہے۔ اور اُسکی تصدیق کا کمال خدا کو واحد و یکتا جاننا ہے"

جس نے اُس کو نہیں پہچانا، اُسے اُس نے اِشارے کے لائق سمجھا۔ اور جس نے اُس کی طرف اِشارہ کر دیا، اُس نے اُسے محدود کر دیا، اور جس نے پوچھا خدا کس چیز پر ہے؟ اُس نے دوسرے مقام کو اُس سے خالی سمجھا"

بیشک یہ قرآن متقین کے لئے ھدایت ہے"

قرآن راوی ہے کہ جتنے بھی پیغمبرؑ آئے، اسی دین کو لیکے آئے، جس دین کی تبلیغ ہر نبیؑ کے معجزے کےساتھ مدارج طے کرتی رہی۔ احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰؐ اور نبیوں کی طرح معجزے کیلئے نہیں آئے۔ صرف تین معجزے اللہ نے اپنے حبیبؐ کو عطا کیے ہیں قرآن۔ معراج۔ اور نفسِ رسولؐ علی ابن ابی طالب علیہ السّلام

قبلِ ختمی مرتبتؐ معجزہ مشاہدہ تک محدُود تھے۔ حضرت داوُد علیہ السلام کے ہاتھوں میں لوہے کا معجزہ دیکھا، آنکھیں معترف ہوگئیں۔ کچھ صاحبِ ایمان ہوگئے، کچھ اور منحرف ہوگئے؛

حضرت سُلیمانؑ کی شاہی دیکھی تو تختِ رواں دیکھ کے ایمان لے آئے۔

حضرت ابراہیمؑ کے لئے آگ گلزار بن گئی۔

عیسیٰؑ رُوح اللہ کی مسیحائی دیکھی، نادم ہوئے، ایمان لے آئے

قبلِ ختمی مرتبتؐ یہ آسانیاں تھیں، اسلام کی ابتدائی منزلوں میں ایماں لانے والوں کے لئے۔ لیکن اِسی دور میں ایک بشارت بھی آئی جب موسیٰؑ کلیم اللہ نے کہا "کوہ طور ہے! میرا ربّ ہے میں ہوں، قدرت جسے چاہے خصوصیت عطا کرے، جسے چاہے منتخب کرے، حضرت موسیٰؑ اور کوہِ طور کا انتخاب معراج کی بشارت ہے۔ وہ معراج جسکے مشاہدے میں کائنات کی وسعت پنہاں ہے؛

مؤمنین! دورِ عبد المطلبؑ تک علم وجود سے خیال میں اور خیال سے ہندسوں اور لفظوں میں منزلیں طے کرتا رہا خیال جب

فکر سے، اور فکرِ علم سے وابستہ ہوا اور الفاظ ان علم و افکار کی ترجمانی کرنے لگے، تو اسلام اپنی انتہائی اہم اور آخری منزل میں آگیا، نبوت منزلِ معراج پر آگئی، قلبِ محمدؐ پر قرآن کا نزول ہوا۔ کوہِ طور کی بلندی کو الٰہی احکام کی انتہا سمجھنے والا ذہن، معراج کو سمجھنے سے قاصر ہی رہا۔ خیال تھا، فکر تھی لیکن پرواز کی وسعت سطحِ زمین ہی سے وابستہ تھی۔ سورہ رحمٰن نے ھدایت کی:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۚ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ

اے جن و انس تم زمین کی حد سے نکل نہیں سکتے جب تک غلبہ نہ پالو؟

پیغمبروں کو جو معجزے عطا ہوئے شعور زمانہ کے مطابق، عطا ہوئے۔ اور جب مکہ والے خود کو عرب سمجھنے لگے تو قرآن نے کہا تمھاری فکرِ علمِ قرآن اور حکمِ خدا کے طابع ہے۔

ایمان لاؤ اللہ پر، اُس رسولؐ پر۔ مؤمنین! اللہ نے اپنے حبیبؐ کو جو کچھ عطا کیا ہے، وہ معراج سے ہے۔ یوں تو کائنات ہر علم ذاتِ خدا کا مظہر ہے۔ لیکن وہ علم جو آنے والے زمانے سے وابستہ ہے۔ اور وہ علم جسکو پابندِ حیات جان ہی نہیں سکتا، وہ سارا علم شبِ معراج حضورِ چشمِ رسالتؐ تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ۔

اور ارشاد ہوا، پوچھ لو اے رسولؐ ہم نے اِن کو تم سے قبل، کس لئے بھیجا تھا: عیسائی عالم نے سوال کیا بعدِ رسولِ خدؐا ! -
دعویٰ قربت رکھنے والوں سے ! یہ آیت کب کس جگہ نازل ہوئی رسولؐ خدا نے پوچھا ؟ کس سے پوچھا ؟ کہاں پوچھا ؟
سوال غیر مسلم کا تھا، جواب کے لئے پشیمانی تھی اضطراب تھا۔ راہبوں کا سوال، اور اہلِ اسلام کی بے بسی۔ سوال تھا جب صاحبِ منبر کیلئے۔ یہ سوال اسوقت ہوا جب بعد رسولخدؐا، درِ علم پر لے آئی۔ یاعلیؑ مدد ! یقین کی کمی علم سے بے خبری، خود پسندی، اپنا انتخاب آپ تھی۔

بابِ علم کی صدا آج بھی معراج کی شاہد ہے۔ یہ آیت نہ بحر نہ بر، نہ پہاڑ، نہ اِس کرۂ ارض کے کسی مقام پر آئی بلکہ جب دو رویہ پیغمبرانؑ خدا صف بہ صف رسول خدؐا کی پیشوائی کے لئے سرِ عرش کھڑے تھے، تو یہ آیت نازل ہوئی، پوچھ لو اے میرے حبیبؐ ! ہم نے تم سے قبل انکو کس لئے بھیجا تھا۔
مولائے کائنات نے عقدہ کشائی کی تو جسمانی نہ سہی روحانی ہی سہی معراج کا یقین آگیا !!

دُرود وسلام ہے اس نفسِ رسولؐ کے لئے جو معراج کا محرم جو شبِ ہجرت کا ہمدم، جسکا ہر قول قرآن کی تفسیر جسکا ہر عمل طابع حکمِ خدا جسکی معجز نمائی، قوتِ خدا۔
نہ خدا کی قدرت خاموش رہ سکتی ہے اور نہ علی علیہ السلام کی حکمت خاموش ہوسکتی ہے جتنا اندھیرا

تھا روشنی اتنی ہی واضح تھی ۔ جب کچھ بس نہ چلا تو طالبِ دنیا نے مسجدِ کوفہ میں خونِ علیؑ سے وقتِ نمازِ صبح اپنی منافقت کا اعلان کر دیا، اور یہ منافقت بعد علیؑ ابن ابیطالبؑ امام حسنؑ علیہ السلام کے مقابل آگئی ۔

والۓ ستم تیروں کی بارش اور فاطمہؑ کا لال ۔ گھر سے تابوتِ حسنؑ گھر میں واپس آگیا، اسلام کی زبوں حالی نے بعدِ امام حسن علیہ السلام یزید کو تختِ شاہی پر بٹھایا ۔ کیا جراَتِ ظلم ہے ۔ یزید بیعت طلب ہے حسینؑ ابن علیؑ سے بحکمِ خدا امامِ عالی مقام سرِ مقتل وعدہ گاہ میں آگئے ۔

۲، تاریخ سے وقتِ عصر تک کونسی مصیبت تھی جو آلِ محمدؐ سے شرمندہ نہ ہوئی !

وائے افسوس ! ہنگامِ عصر زمینِ کربلا تا خلدِ بریں بلند ہوئی ، دنیا پنجتن پاک سے خالی ہوگئی ۔ زمیں سے تا بہ فلک ایک صدا ہے "قتل الحسین بہ کربلا ذبح الحسین بہ کربلا"
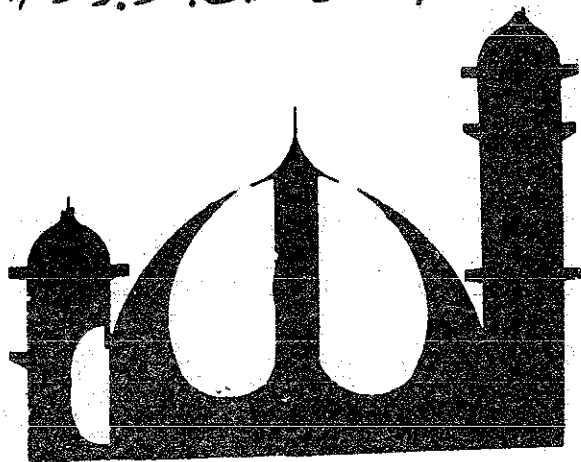
ارشاد الٰہی ہے ایک علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کے ہے، یوں تو دنیا میں بہت صاحبِ علم گذرے ہیں اور ایک سے بڑھ کے ایک ہے۔ لیکن قرآن نے "علم" اسی کو مانا ہے جسکا جاننے والا اپنے علم کو منجانب خدا جانے۔ اِس علم کے میدان پر آدمؑ سے حضرت عیسٰیؑ تک ہر پیغمبرؑ ایک سے بڑھ کے ایک ہیں۔

حضرت آدمؑ کو صرف اسماء کی تعلیم ملی، صاحب اسم کہیں اور ہے"

ارشاد ہوا، اَلرَّحۡمٰنُ ۝ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ۝ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۝

خلاق عالم نے قرآن کی تعلیم دی اور انسان کو خلق کیا قرآن کی تعلیم اور انسان کی تخلیق علم کے درجے پر بتدریج آدمؑ و نوحؑ ہیں، ابراہیم خلیل اللہ ہیں، حضرت عیسٰیؑ اور موسٰیؑ کلیم اللہ ہیں، لیکن عَلَّمَہُ الۡبَیَان ـ کو مخصوص کیا ہے حضرت محمدؐ مصطفٰےؐ کے لئے۔

اور جب نورِ محمدؐ نورِ قرآن کے ساتھ ساطع ہوا تو ذرہ سے آفتاب تک کے ظہور کو شعور ملا۔

قرآن نے کہا یہ ہے وہ صاحبِ اِسم جس کے نام کی تعلیم قوت انبیاءؑ ہے۔ مؤمنین!

اور اسی ذاتِ گرامی میں آیتِ مُبین قلبِ قرآن ہے۔

٥ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ٥

ہم نے ہر شئے کا علم امامِ مبین کو دے دیا ہے! اس سے بڑھ کے اب کوئی دوسرا نہیں۔

یہ آیتِ مُبین کائنات کے ہر علم کا محرم ہے

یاد رکھو یہ قرآن آخری کتاب ہے جو قلبِ خاتم النبیّ پر اُتری۔ اور رسولِ خدا نے کہا: اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ

رسولؐ قرآن ہیں سراپا قرآن ہیں، علی ابن ابیطالبؑ علمِ قرآن وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ٥ جہاں جہاں قرآن وہاں علمِ قرآن، قرآن سے علمِ الٰہی اسی طرح وابستہ ہے جس طرح آفتاب سے اسکی کرنیں، اُسکی شعاع۔ قرآن عرش تا فرش گذرے ہوئے زمانہ کے لئے اور آنے والے دن کے لئے حکمِ خدا ہے۔ قرآن کی ہر آیت صاحبِ علم کے لئے آیتِ محکم ہے۔

وقت کی حد سے پہلے اور وقت کی حد کے بعد قرآن کی ہر آیت آیتِ محکم ہے۔

قرآن کے علم کو سائنس نہیں مانتی، یہ سائنس کا اصول نہیں کہ جس کو مادی طور پر ثابت نہ کر سکے اُس کو مان لے۔ لیکن صاحبِ علم واقف ہے۔ علمِ طب کی وضاحت لازم ہے۔ ایک وقت آئیگا ذہنِ انسانی اپنے کرامٌ کاتبین کو

پہچان لیگا۔ انسان کا دماغ خود دو حصّوں میں تقسیم ہے اپنے ہر عمل اور ہر خیال کو اس طرح نقش کرتا رہتا ہے کہ اگر انسان کا قلم اپنے عمل و افکار کو لکھنا بھی چاہے تو ممکن نہیں،
اِس کارِ عظیم کو فرشتوں کی شرعت درکار ہے۔
قرآن واقف ہے کہ بادیہ پیمائی کرنے والا انسان افلاک کی حدوں سے آملے گا۔ یہ انسان کے علمی مدارج ہیں۔ اسی لئے سورۂ کہف نے اصحابِ کہف کے محسوسات کو روشن الفاظ میں واضح کر دیا۔
ایک نے دوسرے سے پوچھا کتنے دن رہے ہے:

قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

ایک دن یا اِس اُس سے بھی کم

سائنس نے ثابت کر دیا ہے، کہ وقت کا وجود تصوراتی ہے۔ صاحبِ قرآن جانتا ہے وقت ایک علامتی شئے ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے "ایک دن یا اِس سے بھی کم"۔
جنّت میں ہمیشہ کے لئے مَن وسلویٰ کا وعدہ اور دنیا میں اسی مَن و سلویٰ سے حضرت موسیٰؑ کے حواریوں کی پریشانی! موسیٰؑ ہم سے روز روز یہ مَن وسلویٰ نہیں کھایا جاتا۔

یہ خالقِ کائنات ہے جس نے اُس کو لیل و نہار کا نام دے دیا جس کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ مگر ہے۔

وقت کو گرفت میں لانے والا اور وقت کی گرفت سے آزاد کرنے والا جس نے چاند اور سورج کو خلق کیا۔ اور اُنکے طلوع و غروب کے نشیب و فراز کے درمیان روز و شب کا تصور عطا کیا۔ اور تصوراتی شئے نظامِ عالم کیلئے کیسی معتبر ہے۔

قرآن نے جنت کے لئے "ہمیشہ" کی بشارت دی ہے۔ اے ابنِ آدمؑ تم کیا جانو: یہ ہمیشہ کیا ہے؟ جب قیامت آئیگی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ ستارے اپنی اپنی منزلوں سے ٹوٹ کر عالمِ فنا میں چلے جائینگے۔ نہ آفتاب ہوگا نہ مہتاب تو دن کہاں رہینگے؟ جہاں دن کی حدیں ختم ہوئیں وہاں سے ہمیشہ کا تصور طلوع ہوتا ہے۔ جنت ہمیشہ کی جہنم ہمیشہ کی!

منّ و سلویٰ ! بیشک اللہ کا وعدہ سے ہے۔ ہمیشہ کیلئے

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ

ہم نے ہر شئے کا علم امامِ مبین کو عطا کر دیا"

کسی نے سوال کیا یا امیر المومنینؑ! سب سے بڑا علم کونسا ہے؟ ارشاد ہوا: علم الابدان ، علم الادیان . درود ہو اِس صاحبِ علم کیلئے" جس نے دین کے علم کو بدن کے علم سے منسلک کر کے ھدایت کی دین اور جسم کا علم ایک تجربے کراں ہے جسکا ظہور ابتدائے عالم سے انتہائے عالم تک ہے۔

لیکن اس مکمّل ظہور کو تمہارا نا مکمّل شعور نہیں دیکھ سکتا اسلئے بہتر ہے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ سے ڈھانپ لو۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت آجائے اور تم جس حالت میں ہو اُسی حالت میں اُٹھائے جاؤ!

نیکی بدی کا لکھنے والا فرشتہ تمہارا اپنا دماغ! تمہارے اعمال تو کجا تمہاری نیت بھی ظاہر کئے دیتا ہے۔

اس علم کی روشنی میں وہ لوگ کہاں جائینگے جنکا دل اُنکی زبان سے اس طرح دور تھا جس طرح نیکی سے بدی۔

لیکن اللہ نے اپنے پیغمبرؐ، اپنے ھدایت یافتہ لوگوں کے لئے اپنی مثال بیان کردی ہے!!

عرش اعلیٰ پر حق سے باطل کا گریز، شیطان کی سرکشی اور اللہ کی مصلحت۔ یہ مصلحت منشاء مشیت ہے۔ بروز فتح مکہ اسی مصلحت نے وقتِ مقرر تک مہلت۔ وقتِ صلح امام حسنؑ علیہ السّلام نے اس مصلحت کو کربلا تک مہلت دی۔ اور روزِ عاشور یہ مصلحت ختم ہوگئی۔ شیطان کی سرکشی اور ایک سجدہ حسینؑ۔ فتح مکہ کے منافق اور ایک شریکِ رسالت حسینؑ ابنِ علیؑ۔ اے اہلِ اسلام، یہ مکہ نہیں یہ دشتِ نینوا ہے، آج اسلام کی تکمیل کا دن ہے۔ اب جائے امان تا قیامت نہیں۔

عزاداران حسینؑ آج محرم کی بارہ تاریخ ہے، بہتر تن کا سوئم ہے۔ حق کی سپاہ کا سوئم ہے۔ وہ سترؔ ذوتن جنمیں حبیبؑ ابن مظاہر جیسے ضعیف، قاسمؑ ذیجاہ سے کم سن نونہال

اور اصغر بیٹے شیر جیسا چھ ماہ کا شیر خوار بچہ، آج زمینِ کربلا میں بے گور و کفن حسینؑ کی مظلومی اور راہِ حق کا نشان ہے!!

ہم عزاء دارانِ حسینؑ صفِ ماتم پر بیٹھے ہیں، اِس مظلوم کا ماتم جسکی لاشِ بُریدہ پر کوئی رونے والا نہیں۔ جسکا کُنبہ رسن بستہ سر برہنہ آج بازار کوفہ سے گذر رہا ہے۔

یہ علیؑ کی بیٹی ہے ثانی زہراؑ جسکے بندھے ہاتھوں نے شریعت کی مشکل کُشائی کی ہے۔ بی بی گام ہر گام آپکے صبر و تدبّر کو ہمارا سلام، آپکے خطبوں کو ہمارا سلام، آپکی اسیری کو ہمارا سلام

رِدا زینبؑ کی کام آئی بھنوریں بادباں ہو کر

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۙ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۝

اِرشاد ہُوا، ہم نے دو دریا بہائے، جو آپس میں ملتے ہیں، اور اُس دریا سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں، یہ موتی اور مونگے نعمتِ خدا ہیں۔

تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

صلح حسنؑ کو امام کی عاجزی نہ سمجھو حق و باطل کا پہلا معاہدہ عرشِ اعلیٰ پر ہوا، شیطان کی سرکشی اور اللہ کی مصلحت اور یہ مصلحت ختم ہو گئی کربلا میں، ہٹ جاؤ جبرئیلؑ یہ معرکۂ حق و باطل ہے یہ فیصلہ کا دن ہے۔ حسینؑ حجت خدا ہیں، امام وقت ہیں پر کیا کریں، آیت ذبحِ عظیم ہیں، سورۂ والعصر ہیں۔ فاصلہ تیغ و گلو۔ اور ایک سجدۂ ربّ، اب نہ وہ صف ہے نہ وہ مجاہدین صرف سجدۂ حق۔ مولا نے اُس مقام عبادت پہ کر دیا سجدہ بنا ہوا ہے نشانی حسینؑ کی!!

بسم اللہ الرحمن الرحیم
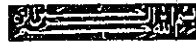
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف (الاعراف)

بیشک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہی ہے جس نے چھ دنوں میں،، آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور عرش پر آمادہ ہوا۔

مومنین ! یہ مجلس امامِ مظلوم ہے۔ اس صفِ ماتم پر امام حسینؑ کے سوئم کا ماتم ہے۔ بہتّر شہداء کا ماتم ہے۔ ذکرِ شہادتِ حسینؑ علیہ السلام، ذکرِ خدا و رسولؐ کے سوا اور کچھ نہیں۔

لاریب ساری تعریف اُس خدا کے لئے جس نے کائنات کو خلق کیا، اور عرش کو اپنی حکمت کے لئے مقرر کیا۔ اللہ محتاجِ تعرف نہیں۔ اُسکی یکتائی کی مثال شرک ہے۔ اُس کی وحدانیت کی مثال فہم و ادراک سے باہر ہے۔

اللہ خالقِ ازل ہے۔ ابد اُسکی حدِ قدرت میں محدود ہے۔

اللہ نے کائنات کو خلق کیا۔ اور عدم کے وجود کا خالق ہے۔ جو شئے ابھی عدم میں ہے کُن کی محتاج ہے۔ کُن اور فیکون کا ربطِ باہمی کُن فیکون کے مدارج، فکر کے لئے ناقابلِ فہم ہیں۔ کُن فیکون کی راہ سے گذرنے والا اپنی انتہا و ابتدا سے آگاہ نہیں، لیکن خالق کُن فیکون ہی جانتا ہے، عدم میں تھا تو کیا تھا، وجود میں ہے تو کیا ہے، اللہ ہی جانتا ہے۔

وجود کی ہیئت ظاہری کیا ہے، اور عدم کی ماہیئتِ باطنی کیا ہے؟

جب چھ دنوں میں کائنات خلق ہوئی، تو مخلوق نے خالق کا تصور اپنی حیات کے ساتھ پایا؛ رحمت کسی کو خود سے بے خبر نہیں رکھتی۔ لیکن زمانے کی فکر اسی حد تک وسیع ہوتی ہے جسقدر قدرت کی رضا ہے؛ فکر ایک عطیۂ خدا ہے انسان کا نور ہے لیکن، اسکی الگ الگ سطح ہے ہر سطح کی اپنی اپنی حیات ہے۔ فکر کے ارتقاء کی حد لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے۔ اِس عقلِ فکر کی ھدایت کے لئے پیغمبرؐ آتے رہے دنیا نے فکر کی روشنی بڑھتی رہی۔ تاریکی اپنے مفہوم کے ساتھ واضح ہوتی رہی۔ خدا کا تصور جو قریب تھا بعید سے بعید ہوتا گیا۔ خدا نے خبردار کیا ہے۔ پیغمبرؐ کو اللہ کا بیٹا نہ کہو یہ شرکِ عظیم ہے۔ اللہ تو واحد و یکتا ہے۔ واحد ہی نہیں تمہارا ربّ لاشریک ہے؛ خدا کی وحدت وہ وحدت نہیں جسے تم اپنے وجود کی یکتائی سے سمجھ سکو۔

اور یہ وہ "لاشریک" نہیں جسے تم یکائی کے نقطۂ آغاز سے ثابت کر سکو۔

اے فکرِ زمانہ! تیری تحقیق صحیح ہے علمِ الٰہی کے مطابق ہے جو حکم خدا کی حد میں ہے۔

مؤمنین! زمانے کی اِس فکر کا نام سائنس ہے۔ سائنس کہتی ہے دسائنس، جب کائنات خلق ہوئی۔ تو ذرہ ذرہ

کے ہر جزو کو الگ الگ زندگی ملی، ہر کُل کا ایک ایک جزو اپنی اپنی حیات رکھتا ہے۔ اور مدّتِ حیات بھی۔

یہ چاند سورج بحر و بر بظاہر واحد ہیں یکتا ہیں، لیکن انکی ساخت اِنکی ماہیت شراکتِ عظیم سے مُرتّب ہے۔

محقّق کہتے ہیں زندگی کی ابتداء یکائی ہے۔ یکائی عناصر سے باہم منسلک ہوئی مربوط ہوئی، تو وجود بنا۔ یکائی زندگی ہے۔ اور خدا خالقِ حیات ہے۔ عقل عاجز ہے۔ خداوندِ ذوالجلال کسقدر حدِ تصور سے دُور ہے، اور ! ہم تو اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے۔

کل کے تصور سے آج کا خیال کسقدر قریب ہے۔ اور کتنا دور ہے۔ صرف یہ یقین ہے، نہ یہ آج واضح ہے۔ اور نہ کل واضح ہوگا۔ بس یہ رُوح اُسکا حکم ہے۔

جسکو ہدایت ملی ہے کہ کہو "خدا وحدہٗ لاشریک ہے" اور ایمان لاؤ خدا پر اُسکے رسولؐ پر!

پس لے رسولؐ جو خدا کی وحدانیت پر ایمان نہیں لاتا اُس کے رسولؐ پر ایمان نہیں لاتا، تو اسکا تم پر کوئی بار نہیں۔ تمہارا اللہ اور وہ شخص جسے کتابِ الٰہی کا علم ہے تمہاری رسالت کی گواہی کو کافی ہے۔

قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ

عزاداران حسینؑ، حق ہے۔ ایمان و علم کا ۔ ہم پر حق ہے۔

آیتِ مودّت کاکہ اس رسالتؐ کے گواہ وَلیٔ خدا جسکی گواہی مثالِ حق ہے کہ علی ابن ابیطالبؑ امیرالمومنین مولائے کائنات کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ علیؑ عُقدہ کُشا جسکی مدح و ثنا بقولِ رسولِ خداؐ عبادت ہے۔

مظہرِ خدا وہ علیؑ جس کے ہر گوشۂ علم و عمل سے وحدانیت اور نُورِ رسالتؐ، عالمِ اسلام، اور دنیائے علم میں روشن ہے۔

وہ شبِ ھجرت ہو، یا روزِ مُباہلہ! مقامِ غدیر ہو یا شبِ معراج! رسالتؐ کے اِس گواہ پر مسجدِ ذوالقبلتین شاہد ہے۔ دعوتِ ذوالعشیرہ گواہ ہے "آیتِ مودّت شاہد ہے۔ کہ بعدِ وَلیِ خدا وصیٔ رسولؐ الہیٰ نُور سے روشن ہے۔ جسے رسولِؐ خدا نے بحکمِ ربّ شبِ ھجرت، روزِ مُباہلہ اور مقامِ غدیر میں آشکار کیا ہے۔ بعدِ رسالتؐ۔

یہ سلسلۂ اِمامت ہے، زمین حجّتِ خدا سے خالی نہیں، سلسلۂ امامت، دلیلِ اِمامت "وہ" جسکا قول علمِ الہیٰ کی تفسیر، جسکی عبادت وحدانیت کی دلیل، جسکی ھدایت کتابِ خدا کی تحریر، مومنین! وہ کتابِ خدا جو کائنات کے ہر گوشۂ علم پر آیتِ محکم ہے۔ جس کے صفحۂ اوّل پر دینِ خدا، اصولِ شریعت رقم ہے۔ تاکہ علم و عمل پر یہ شریعت روزِ جزا گواہ ہو۔ یہ شریعت روزہ نماز سے اپنا تعارف کراتی ہے لیکن اس کی طلب، اسکا نفس اُس عبادت کی مُتلاشی ہے جو عالمِ جہاد میں سجّادۂ ایمان ویقین پر ادا ہو، عبادت ایسی ہو کہ

جس فرشِ خاک پر ادا ہو اُسکا ذرّہ ذرّہ طاعتِ الٰہی میں سر بسجود ہو جائے وہ عبادت جسکا نفس بخروشِکرہ۔ جسکا عمل تسلیم و رضا، جسکا علم میانِ آب وگلِ آدمؑ سے خاتمؐ تک منشائے خدا کا مظہر۔ ایسی عبادت فاسق و فاجر کی امامت قبول نہیں، کرتی۔

یہ عبادت کربلا تخلیق کرتی ہے "

جادۂ حق پہ تشنۂ دیں کی صدا آج بھی ہے
کربلا مظہرِ تسلیم و رضا آج بھی ہے

مولا نے ہنگامِ عصر آواز دی ھَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا۔ کوئی ہے میری مدد کرنے والا؟؟..

یہ بیکسی کی پکار نہیں تھی، یہ آوازِ امامؑ! راہِ حق پر شمعِ ہدایت ہے۔ یہ نماز و روزہ یادِ خدا یہ خوفِ خدا یہ احکامِ شریعت، یہ پابندِ شریعت بندگانِ خدا! مومنین اسی شمعِ ہدایت کے نور سے روشن ہیں!

وہ حسینؑ ابن علیؑ! جنکے طریقہ عبادت پر ابراہیمؑ خلیل اللہ کا سلام ہے۔ جسکے صبر پر صبرِ ایوبؑ نثار ہے، جسکی شہادت پر عیسیٰؑ روح اللہ سرِ دار محوِ ثنا ہیں

وہ حسینؑ ساقیٔ کوثر کا لال جگر گوشۂ بتولؑ، روحِ رسالت حسینؑ جس کا کنبہ آج رسن بستہ راہِ خار دار سے گذر رہا ہے

صفِ ماتم پر سلام اُن پر درود اُن پر وہ ناموسِ محمدؐ وہ عترتِ اطہار، شریکِ رسالتؐ، ثانیٔ زہراؑ عابدِ بیمار، سربرہنہ تشنہ لب بازو فگار، کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام جنکی تشہیر پہ مسلمان نازاں ہیں۔

اے صفِ ماتم کے عزادار! آج کربلا میں سرِ مقتل کوئی نہیں کوئی رونے والا نہیں، لبِ فرات کوئی پہرہ نہیں، خیمۂ اطہر میں کوئی نہیں، جلے ہوئے خیمے کا نشان ہے"

بہتّر لاشِ شہداؑ ہے، اور بیابانِ کربلا ھَلْ مِنْ نَاصِرٍ کی صدائے بازگشت ہے۔ اور عزادارانِ حسینِؑ مظلوم لبیک یا حسینؑ لبیک"

مؤمنین! وقتِ لُٹا ہے، عُدو بے حجاب آنہ خیمے میں درآئے، وہ ظلم وستم وہ تاراجیٔ ناموسِ محمدؐ وہ رسن بستہ زینبؑ دلگیر، اور ہمارا بیمار امامِؑ وقت۔ مؤمنین بیمارِ کربلا طوق وسلاسل میں اسطرح اسیر ہوئے کہ اگر ہم اُس کا ذکر بھی کرتے ہیں، تو ہماری سانس گھٹتی ہے۔ امامؑ اور وہ مبتلائے الم امامؑ وقت؟ نوکِ نیزہ پر زیارتِ حسینؑ کی اور امام خاکِ کربلا پر سجدۂ رب میں اسطرح سربسجود ہوئے کہ سرِ مقتل لاشِ شہداء بیتاب ہوگئی، آوازِ حسینؑ آتی، مرحبا اے نورِ نگاہِ سرِ بے سر مرحبا۔ مرحبا اے نورِ نگاہِ بانوؑ مضطر مرحبا...

آج ہر جگہ صرف ماتم پر امام حسین علیہ السّلام کا ستردو تن بے گور و کفن کا سوگ ہے۔ اے محرومِ گریہ! اے محرومِ عزاء زینبِؑ مضطر ہمارا سلام قبول ہو، اے رسن بستہ راہِ شام کے مسافرو! ہم ساتھ ہیں ہمارا گریہ، ہمارا ھدیہ، ترا ماتم

سورہ حمد میں ارشاد ہوتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
بیشک! وہ عالمین کے لئے رحمت ہے۔ اور ساری حمد و ثنا، واجب ہے اُس ذاتِ واجب کے لئے جس نے کائنات کو خلق کیا اور اپنی مخلوقات کو مختلف صفتوں سے آراستہ کیا اور انہیں صفتوں کو ایک دوسرے کی بقا اور فنا کا سبب قرار دیا۔
خلّاقِ عالم نے اپنی مخلوقات میں انسان کو ممتاز کیا، تو اسے عقل عطا کی، اور عقل کو وسعتِ خیال عطا کی، اور خیال کی وسعت کو کائنات کی وسعت سے متصل کر دیا عقل کو آزادئ فکر عطا کی، اور نفس کو جسمِ واحد میں کئی پردے عطا کئے ایک دوسرے کا محکوم بنایا، نفس کی طلب کو دینِ خدا میں فنا اور بقاء کا سبب بنایا۔ نفس کو سیرتوں سے آراستہ کیا، میزانِ علم و عمل کے لئے قضا و قدر کو خلق کیا، قضا و قدر ہی وہ سبب ہے جس سے اصولِ یقین اور عمل کو قرار نہیں۔
قضا و قدر کے درمیان خلّاقِ عالم نے اپنے مخصوص بندوں کو بھی ایک طریقۂ حیات عطا نہیں کیا ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کا علم عطا ہوا وہ لوہا جو پیغمبرِ خدا حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں موم تھا، اسی لوہے نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے اُس سَرِ مبارک کو جو امینِ وحیِ ربانی تھا جدا کر دیا گیا۔

دعوتِ فکر دیتی ہے۔ لوہے کی نرمی اور سختی اسی سبب سے حکمِ ربّ ہے۔ کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور سمجھ کر پڑھو تاکہ اپنے غور و فکر سے اپنے ایمان کو جلا دو، یہ قرآن صاحبانِ ایمان کے لئے رھبرِ دین و دنیا ہے اور متقی کے لئے ہدایت وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اللہ اپنے نیک بندوں کو پسند کرتا ہے۔ قدرت نے قضا و قدر کو سبب کے لئے خلق کیا ہے۔

اللہ اپنے نیک بندوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ایمان والو! دیکھو! ہم کیا ہی اچھا اجر دینے والے ہیں، ہم نے اپنے پیغمبرؐ کو تمہاری ھدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ہمارے انبیاؑ کو درمیانِ قضا و قدر دیکھو، اور غور کرو، تاکہ اپنے ایمان و عمل کو انبیاؑ کے صبر و یقین، علم و عمل اور تقویٰ سے منسلک کر لو حوادثِ زمانہ طریقۂ حیات ہیں، میزانِ علم و عمل ہیں، ذریعۂ نجات ہیں۔ صرف عذاب نہیں۔ اے اہلِ ایمان تم نے فکر کی رھبری کے لئے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراھیمؑ کو طلوع و غروب کی منزلوں سے گذرتے دیکھا؟ دھکتی ہوئی آگ گلزار بنی؟ خدا کہتا ہے: سلام ہو ابراھیمؑ پر!

حاضرینِ مجلس قرآنِ حکیم نے انبیاء کی زندگی اُنکے طریقۂ حیات کا بار بار ذکر کیا ہے۔ حسبِ مصائب و آلام تعریف کی ہے۔ سلام بھیجا ہے۔ سلامٌ علیٰ اِبراھیمؑ، سلامٌ علیٰ موسیٰؑ و ھارونؑ؛ یاد کرو وہ وقت جب ہم نے موسیٰؑ کو فرعون کی ہدایت کا حکم دیا، تو عاجزی سے دُعا کی: میرے رَبّ

میرے بھائی ہارونؑ کو میرا مددگار بنا! ہم اسی طرح اپنے صالح بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں، ہم کیا ہی اچھا اجر دینے والے ہیں۔

سورۂ صافات میں ارشاد ہوتا ہے:

سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ

سارے عالم تک سلام ہو نوحؑ پر کیسے عبدِ صالح تھے۔
کشتیٔ نوحؑ ذریعۂ نجات ہے۔ سفینۂ حیاتِ ابدی ہے،
سلامٌ علیٰ ابراہیمؑ، سلامٌ علیٰ موسیٰ و ھارون۔

درود واجب ہے اس صاحب عزت کے لئے جو طٰہٰ ہے، حبیب ہے، یٰسٓ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: سَلٰمٌ عَلٰی اِلۡ یَاسِیۡنَ،

آلِ یٰسٓ کے مفہوم میں اختلاف کی گنجائش نہیں، صرف آلِ یٰسٓ پر حجت تمام نہیں کی وہ لقب دیا جو کسی کو نہ دیا تھا۔

محمدؐ تم سراجِ منیر ہو تمہاری شعاع ہے تمہاری ضیاء ہے۔
سلامٌ علیٰ آلِ یٰسٓ، میرے حبیبؐ تم پر تمہاری آلؑ پر سلام ہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

مؤمنین! چشمِ بصیرت سورہ توبہ کی اس آیت کے لئے وا ہے

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَکُوۡا وَ لَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جٰہَدُوۡا مِنۡکُمۡ وَلَمۡ یَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوۡلِہٖ وَلَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلِیۡجَۃً ؕ

ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے۔ غور کرو سلامٌ علیٰ آلِ یٰسؑ
ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے۔ سورۂ توبہ کی تبلیغ ہو رہی ہے،
لیکن ابھی وہ ظاہر نہیں۔ ابھی آلِ یٰسؑ کا مفہوم منزلِ فہم سے دور
ہے۔ ابھی آلِ محمدؐ کا آفتاب صبح صادق کی منزلِ شرف
میں ہے۔ زمانہ آفتابِ محمدؐ کی تمازت سے آگاہ نہیں،
سورۂ توبہ کی آیت اپنی دلیل کی منتظر ہے۔
بحکمِ خدا رسالتؐ سورۂ توبہ کی اس واضح غور طلب آیت
کی دلیل میں محوِ بشارت ہے۔ حسنؑ حسینؑ شبابِ اہلِ
جنت ہیں۔ صاحبانِ ایمان نے سمجھا، اور جنت کے شوق
میں قدموں سے لپٹے رہے۔ منافقوں نے سمجھنا ہی نہیں چاہا۔
منافقت کا پردہ ذہن و عقل پر پڑا تھا، کتنے ایسے تھے جنھیں فصاحت
و بلاغت کا دعویٰ تھا، سوچ ہی نہیں سکے۔ ان دو کم سن بچوں
کو کلامِ رسالتؐ نے جنت کا پھول کیوں نہیں کہا؛ یہ طفلی اور شبابِ
جنت۔ اے اہلِ اسلام کلامِ رسالتؐ میں اسی طرح غور و فکر کرو
جس طرح قرآن کی عبارت کے لئے فکر لازم ہے۔ فکر کہتی ہے،
شباب اپنے معنی و مفہوم میں نصف النہار اور ماہِ کامل کی
توانائی سے شروع ہو کر طاقت و قوت کی انتہا تک وسیع و بلیغ
ہے۔ اگر عرشِ خدا فرشتوں کے ہاتھوں پر بلند ہے۔ تو جنت
الفردوس امامِ حسنؑ اور امامِ حسینؑ کی طاقت و اختیار کا نام ہے،
اسی لئے آیتِ مودت نازل ہوئی، یہ مودت آلِ محمدؐ ہے جو جزو
کو کل سے ملاتی ہے۔ یہ مجلسِ حسینؑ مظہر مودتِ آلِ محمدؐ ہے۔ یہ مجلس

کے لیئے جُزو کی طلب ہے۔ جنت پیشِ نظر ہے، اگر آنکھیں اشکبار رہوں۔ سلامٌ علیٰ آلِ یٰسٓ، سلام ہے میرے حبیبؐ تم پر اور تمہاری پاک مطہر آلؑ پر جسکا تعارف تمہارے ربّ نے قرآن مجید میں مصیبتوں کی انتہا سے کیا ہے۔ اِس تعارف میں زمانہ تا قیامت کسی اور چہروں کو یکجا نہیں دیکھ سکت۔ یہ یکجائی کربلا پر ختم ہے"

حاضرینِ مجلس! رسولِ خدا نہ رہے، علی مرتضیٰ نہ رہے، فاطمہ زہراؑ نہ رہیں، حسنِ مجتبیٰؑ نہ رہے، جن سے واقف تھے نہ رہے تو مُنافقت دَلدَل کے بُلبُلو کی طرح اُبھر کر سامنے آگئی"۔

امامِ وقت سے بیعت طلب کی ہے یزید نے۔ ایسی جسارت۔ قرآن کی اکثر آئتیں سِمٹ کر یکجا ہوگئیں۔ فرزندِ رسولؐ حُسینؑ ابنِ علیؑ سورۃ والعصر پڑھتے ہوئے منزلِ آخر پر آ گئے راہِ مستقیم کے بہتّر مسافروں نے ظلم کی سپاہ کو گھیر لیا۔ حسینؑ حجتِ خدا ہیں، نہ وریدُ اللہ ہیں۔ مصیبتوں کی انتہا پر جنت کی بشارت ہیں۔ نبوت کا جلال ہیں، شریعت پکار رہی ہے یا حُسینؑ مدد! امامِ عالی مقام نے نرغۂ اعداء میں حقِ ہدایت ادا کی۔ حق کے خلاف باطل کا ایک ہی جواب! بیعتِ یزید لازم ہے، منافقت اپنی وضاحت پر خود مُصر ہے۔ وہ عالمِ تشنگی وہ امامؑ کا تبسم، کربلا تھرّا اُٹھی۔

تو تاریخ! ایک شب کی مہلت ملی۔ وہ ایک شبِ ہجرت کی منزلِ آخر وہ شب، شبِ عاشورہ، خیامِ حسینیؑ میں عبادت

منزلِ کمال پر تھی۔ حسینؑ ابن علیؑ سدرۃ المنتہا پر سجدہ رب ادا کرتے رہے۔ شب تمام ہوئی، راہِ حق کے مسافروں کی صبح شہادت نمودار ہوئی!!

انصارِ باوفا گئے، اقربا گئے، ہمشکلِ مصطفٰیؐ گئے۔ لبِ فرات عباسؑ دلاور گئے هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا۔ خیام سے گریہ کی صدا بلند ہوئی۔ امامؑ خیمے میں آئے۔ بیشیر نے نصرتِ حسینیؑ کے لئے خود کو جھولے سے گرا دیا، سہ

میدان میں تنہا جو شہِ دیں نظر آئے
گو آنے کے قابل نہ تھے اصغر مگر آئے

اے فرات کے مکینو! یہ اصغرؑ بیشیر کا سوالِ آب ہے:
صاحبِ اولاد میں کچھ رونے لگے، لیکن حرملہ کی شقاوت تیر بنکے قلبِ اسلام میں پیوست ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
رِضًا بِهٖ قَضَائُهٗ تَسْلِيْمًا لِاَمْرِهٖ

آج بارہ محرم ہے، دشتِ نینوا میں علیؑ اصغرؑ کے پھول ہیں، باغِ زھراؑ کے ہر پھول کا سوگم ہے، یہ حسینؑ کی صفِ ماتم ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کشتۂ حسینؑ

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا○ آیات: ۸۱-۸۲ سورۂ بنی اسرائیل پارہ ۱۵

اور کہدو کہ اے میرے پروردگار: مجھے اچھی طرح داخل کیجیو اور اپنے یہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنائیو، اور کہدو کہ حق آگیا باطل کو فنا ہوتا ہے، بیشک باطل نابود ہونے والا ہے۔

قرآنِ حکیم کی یہ آیت بقولِ تفسیرِ قرآن شبِ ہجرت کی خبر دیتی ہے۔ اللہ کا رسولؐ عازمِ سفر ہے۔ اللہ کی قوت بسترِ رسولؐ پر محوِ خواب ہے۔ اس خوابیدہ تلوار کی چھاؤں میں اللہ کا رسولؐ بہ منشائے خداوندی اچھی طرح داخلِ مدینہ ہوا۔

اے اہلِ مدینہ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ، حق آگیا حق آگیا۔ اللہ کا رسولؐ تبلیغِ حق میں صفتِ نور جلوہ فگن ہے۔ کبھی بدر میں، کبھی خندق میں، گاہ معرکۂ اُحد مصلحت آمیز میں۔ وعدہ ہے مدد کا۔ اللہ نے اپنے حبیبؐ کو، اپنے رسولؐ کو اپنا نام علیؑ عقدہ کشا دیا، زورِ یداللہ دیا، سیف اللہ دیا، اسد اللہ دیا، گفتارِ علیؑ تفسیرِ قرآن بنی۔ معراجِ نبیؐ اور علیؑ! یہ رازِ تبسم؟ سفر اور ہمسفر کی بات ہے۔

اسلام کی آواز دعوتِ ایمان دیتی رہی۔ کلمہ توحید سے اَللّٰہُ اَکبر کی صدا سے کُفّاروں کے دل اُنکے سینوں میں گھٹنے لگے، باطل کونابود کرنا حکمِ خدا ہے۔ حکمِ خدا کی بجاآوری وہی کرے، جس سے اَللّٰہ مخاطب ہے: اِنتخاب اَللّٰہ کا ہے۔ منتخب کو اَللّٰہ کا رسولؐ ہی جانتا ہے" کل علَم اُس کو دونگا، جوکرّار ہے غیرِ فرار ہے۔
باطل کو فنا ہونا ہے۔ یہ فیصلہ اَللّٰہ کا ہے۔ رسولؐ بڑھتے جاتے ہیں، اَللّٰہ کی مَدد ساتھ ساتھ ہے۔ وہ رَن پڑا کہ جائے فرار نہیں رہی۔ رسالتؐ مطمئن ہوگئی۔ بس میرے حبیبؐ تمہارا کام پیغام پہنچانا تھا۔ تبلیغِ حق ہوگئی؛ باطل کو فنا کرنا اَللّٰہ کا کام ہے۔ بڑی سخت مُہم ہے اِسے سَر کرنا ہے"
تاریخ! کے ساتھ ساتھ چلیئے، زورِ یدُاللّٰہ دیکھیئے۔ دِلوں کو تولتے ہوئے۔ نیت کو پرکھتے ہوئے۔ اَللّٰہ کی قوت علیؑ ابن ابیطالبؑ کے قدم بڑھتے ہی رَہے"
بالآخر! مسجدِ کوفہ شاھد بَنی، اُس شہید کی، جس کی شہادت پہلی ضرب ہے پُشتِ مُنافق پر، مسجدِ کوفہ میں پسِ منبرِ رسولؐ، باطل اپنی ہیئت و اصلیت کے ساتھ واضح ہوا۔
دشواریاں ختم ہوگئیں، وضاحت ہوگئی، پھر چُھپ جائیں، پھر کہیں پناہ مِلجائے، ایک بار پھر کلمہ توحید پڑھ لیں، یہ وہ منزل اب نہیں۔ باطل کو فنا لازم ہے، اَللّٰہ کو یہ مکرُوہ شکل پسند نہیں۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوقًا: باطل کی شکست یقینی ہے"

علیؑ عُقدہ کُشا بعدِ شہادت مجبور نہیں؛ انتخاب اللہ کا ہے۔ منتخب کو سامنے آنا ہے، فاطمہ زھراؑ کا لال، حسنؑ ابن علیؑ، وہ زورِ یداللہ ہے۔ کہ باطل کی ساری سیاست، اپنی ہی بُنی ہوئی رسّیوں میں خود اسیر ہوگئی۔ بیشک اللہ بڑا مدبّر ہے تنخواہ دار، حرص و ہوس کی سپاہ کے مقابل اللہ کا مجاھد، اِمامِ وقت حسنؑ ابن علیؑ کی صُلح وہ جہادِ عظیم ہے۔ جس کی خاموش ضربِ قلم سے باطل کے چہرے تاریخ کے اوراق پر مسخ ہوگئے صُلحِ حسنؑ اللہ کی وہ مصلحت ہے جس سے جائے امان تاقیامت نہیں۔ شرائطِ صُلحِ حسنؑ سے باطل کے چہرے مسخ ہوگئے۔ اَللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْنَ

اللہ سرکشوں کو پسند نہیں کرتا۔

مؤمنین! اگر فرزندِ رسولؐ جگر گوشۂ بتولؑ حسنؑ ابنِ علیؑ بہ شکلِ صُلح و شرائط بعد معاویہ، اِمام حسینؑ علیہ السّلام کو جائیز خلیفہ وقت نہ رقم کرا لیتے تو بعد معاویہ شہادتِ حسینؑ بھی صُلحِ حسنؑ کی طرح وجہ سوال بنی رہتی۔ اور آج زمانہ مُنافقوں کو مستقبل کے اندھیروں میں ہی ڈھونڈھتا رہتا۔

وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝

خدا ظاہر کئے دیتا ہے۔ دل سے سچّے نہیں جھوٹے ہیں۔ جو خود صادق نہیں جس کا وجود اُس کے عہد کا امین نہیں منصب خلافت کے لئے وجہ جبر و تشدد تو بن سکتا ہے۔ لیکن

اسلام کی قوت نہیں۔ امام حسن علیہ السلام نے صلح کے بعد جن مصائب کا سامنا کیا، جس صبر و تدبر کی مثال پیش کی جن صعوبتوں کو سہا ہے۔ وہ رسولِ خدا کی مکی زندگی اور اسکی صعوبتوں سے کم نہیں۔

بالآخر منافقت پر یہ صبر بھی بارِ گراں ہوا، اور حسن مجتبیٰ زہرِ ہلاہل سے شہید کر دیئے گئے۔ از روئے شرائط بعدِ معاویہ، امام حسین علیہ السلام بہ اتفاق رائے بحکم شرائط خلیفہ وقت ہیں، اب جو بھی امام حسین علیہ السلام کے مقابل آئیگا باغی ہی کہا جائے گا!

صادق کا اصلحہ: اسکی صداقت، باطل کی ڈھال اسکا مکر ہے۔

"اگر آج ہمارے آبا و اجداد زندہ ہوتے تو دیکھتے ہم نے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے"۔ یہ آواز کیا تھی ؟ باطل کی ناگزیر موت، یہ بدر کا بدلہ تھا، یا باطل کی واضح شکل و نسل۔

امام عالی مقام نے ہر ایک قبیلے سے، ہر ایک جگہ سے باطل کو کھینچ کر دشتِ نینوا میں، یوں لا کھڑا کیا جیسے یہ روزِ عاشور نہیں بلکہ یومِ حشر ہے۔

وقتِ عصر لڑائی ختم ہوگئی، فاقے ختم ہوگئے تشنگی ختم ہوگئی، ایذائے تیغ و گلو ختم ہوگئی۔

حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

لیکن یہ شامِ غریباں! یہ شبِ یتیمی۔ یا حسینؑ وہ بیٹا

کیا کرے جو بیمار ہے طوق و سلاسل میں اسیر ہے۔ جو امام ہے۔ نہ آپ کو رو سکتا ہے۔ نہ اپنے لٹے ہوئے کنبوں کے سَروں کو چھپا سکتا ہے۔ جو اِس اسیر کے بس میں ہے، وہی منشائے شہادت ہے۔ تبلیغِ شہادت ہے۔ یہی کارِ رسالت ہے۔ یہی آلِ محمدؐ کا چلن ہے۔ صبر مصیبتوں پر صبر، جلتے ہوئے خیام پر صبر، کانوں سے بہتے ہوئے لہو پر صبر، نوکِ سناں سے زخمی پشتِ مطہر پر صبر، پسِ گردن بندھے ہوئے دستِ مطہر پر صبر، سر برہنہ سرِ بازار تشہیرِ رسالتؐ پر صبر۔ یہ کون اسیر ہے؟ یہ کیوں اسیر ہے؟ یہ سوال ہے اور تبلیغ حق میں کربلا سے کوفہ کوفہ سے شام۔ امامِ وقت ہیں اور ایک ہی جواب ہے۔ یہ تمہارے نبیؐ کا کنبہ ہے، جسے تم نے تاراج کردیا، یہ نوکِ سناں پر سرِ حسینؑ ہے، جسے تم نے آغوشِ رسولؐ میں دیکھا ہے؛

عزاءدارو! آج اِمامِ مظلوم عابدِؑ دلگیر اپنا لٹا ہوا کنبہ لئے راہِ شام پر رواں ہیں۔ راہ خاردار ہے۔ اور عابدؑ بیمارؑ۔

آج بارہ محرم! اِمامؑ کا سوگ کون کرے؟ آج کربلا میں کوئی رونے والا نہیں، لاشِ اِمام حسینؑ مقتل سے گذرتی ہوئی اسیرِ رنج و محن زینبِؑ دلگیر کو دیکھتی رہی، میری ماں جائی، میری بہن زینبؑ! تجھ پر حسینؑ کا سلام، عباسؑ دلاور کا سلام، اے علیؑ کی صابرہ و شاکرہ بیٹی تجھ پر ہم شہداء کربلا کا سلام، نوحہ زینبؑ نے کہا شام کو اب جاتی ہے خواہر اے سبطِ پیمبرؐ۔۔

ساری حمد اُس خالق کے لئے واجب ہے. جسنے
اپنی حکمت، اور اپنی رحمت سے کائنات کو خلق کیا ہے.
اور اس کی بناوٹ میں اپنے بندوں کو غور و فکر کی ہدایت
کی ہے۔ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور تعریف سے ان بندوں کی، جو اُٹھتے بیٹھتے، اور کروٹ
لیتے خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں۔ تو نے ان کو
عبث پیدا نہیں کیا!!

اِس ہدایت کی وضاحت ہماری کم مائیگی کیا کر سکتی
ہے. لیکن حکم رب کی بجا آوری میں تھوڑی سی کوشش
بھی باعثِ نجات. یہ فکر اپنے خالق کو کچھ نہیں دے
سکتی، لیکن بہ حکم خدا صاحبِ فکر کو ممتاز کرتی ہے.

آج سے چودہ سو برس پہلے قدرت نے علم کے ہر باب
کو اہلِ اسلام کے لئے وا کر دیا، لیکن مسلمانوں نے. اِس
کی صرف تلاوت کو ہی حاصل ایمان سمجھ کے بیٹھ رہے
نہ اُٹھ کر آسمان کی وسعت کو سمجھا۔ نہ ہی بیٹھ کے اپنے شعور
کی پستی پر پشیمان ہوئے. اور نہ کروٹ بدلتے ہوئے زمانے
کو سمجھا۔ نہ ہی سمجھا زمین جب پہلو بدلتی ہے۔ تو کیا کیا
اسرار و رموز اُگل دیتی ہے۔ اِس آیت کے حضور!
یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مسلمان "صاحبِ علم" کیساتھ نہ چل سکے۔ خاموش رہ گئے لیکن وہ قوم جس کا خدا نہیں، لیکن وہ اسی اللہ کے بندے ہیں، جو ہمارا رب ہے۔ دنیائے علم کے لئے رحمت نے انکو منتخب کیا۔ اور انکے غور و فکر کی رہبری کی جسکا نام آج سائنس ہے۔

لیکن :۔ ایمان کہتا ہے۔ جس فکر میں عبادت کا شعور نہیں، احساسِ عبدیت نہیں، خالق کی خلاقیت میں سرِ تسلیم خم نہیں، تو یہ فکر، یہ بڑھتا ہوا علم موجبِ شر ہے باعثِ خیر نہیں۔ علم کی کوئی حد نہیں۔ ارشاد ہوا: فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ایک علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کے ہے۔ علم کی منزلیں ہیں۔" ایک علم یہ بھی ہے۔ جو تقاضائے بشریت کے لئے حواسِ خمسہ سے منسلک ہے علم وہ بھی ہے، جو تقاضائے بشریت کے لئے آب و گل سے وابستہ ہے۔ یہ علم۔ جہانِ علم و فکر کا وہ لازمی باب ہے۔ جس سے گذر کر علمِ الٰہی کے وہ سربستہ باب ہیں جس کے لئے پروردگارِ عالم نے ہدایت کی ہے:

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۔

کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرو، قرآن کی کھلی اور روشن آیت ہے: كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَٰهُ كِتَابًا ۔

ہم نے ہر چیز کو لکھ کر منضبط کر رکھا ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۔

لوحِ محفوظ کی وضاحت حدِ امکان میں نہیں۔ لوح ایک تختی جس پر اللہ نے ہر چیز لکھ کر منضبط کر رکھا ہے۔ خدا اس تختی کی خود ہدایت دیتا ہے۔ کُلَّ شَیءٍ اَحصَینٰہُ کتابِ: اور مقامِ فکر ہے جس پر، جس کتاب میں اللہ نے ہر چیز تحریر کر دی ہے۔ اس کو پڑھنے کے لئے حکم دیا ہے۔ جو کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں، تو نے انکو عبث پیدا نہیں کیا"

اِس ٹیکنالوجی کے دور میں، جس نے موجودات میں سے چند کو چنا، اور غور و فکر کے لئے اسکو عمل میں لایا۔ اور اس عمل کا ردِ عمل دیکھا، اس پیہم عمل کے ردِ عمل کو منشائے خدا لمحۂ فکر دیا تو،

فکر اور عمل، عمل کے ردِ عمل نے بل کے ایک لامعلوم کو معلوم کیا۔ فکر کہتی ہے یہ کائنات کتابِ الٰہی ہے۔ اور اس کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں یہ تحریرِ الٰہی ہیں لے بنی نوعِ انسان! کم سے کم ترشے کے پاس سے بھی بیگانہ نہ گذر جاؤ، یہ کتابِ الٰہی کی تحریریں ہیں۔ انکی بناوٹ میں غور و فکر لازم ہے۔ یہ غور و فکر عبادت ہے۔

ہُدہُد ایک چھوٹا سا پرندہ موجود نہیں جلیل القدر پیغمبرؑ حضرت سلیمانؑ کو اضطراب ہے۔ آنے کا وقت تھا، اب تک کیوں نہیں آیا۔ غور کرو، یہ بعض پرندہ موسم کیساتھ حاضر

ہو جاتے ہیں، اور موسم کے بدلتے ہی پرواز کر جاتے ہیں، کسی اور مقام کے لیے۔ چونکہ زمین اپنے محور پر گھوم رہی ہے مصروفِ عمل ہے۔ روز و شب کے لئے مصروفِ عمل ہے ماہ و سال کے لئے۔ جو موسم آج یہاں ہے۔ وہ کل کسی اور مقام کی قسمت ہے۔ ہم کو ہدایت ملی، لیکن ہم شرمندہ ہیں؛ سائینس والوں نے مشاہدہ کیا تحقیق کی اور "مائیگریشن آف برڈز پر ہزاروں کتابیں مفکر کی فکر کا نتیجہ ہیں"

حضرت سلیمانؑ نے کہا: ہد ہد اچھی خبر لایا ہے! کون ہے جو تختِ بلقیس لے آئے۔ ایک درباری نے کہا: آپؑ اپنی نشست نہ بدلیں گے، اور میں لے آؤں گا۔ پیغمبری جو علمِ الٰہی سے وابستہ ہے۔ اور اسرار و رموز کا انکشاف کرتی ہے۔ زمانے کی ہدایت کے لئے اس تاخیر سے مطمئن نہیں۔ سورۃ النمل، کی متصل آیت نے کہا

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

ایک شخص جسے کتابِ الٰہی کا تھوڑا سا علم تھا، کہا: آپؑ کے پلک جھپکنے سے قبل میں لے آؤں گا۔ اور تختِ بلقیس آ گیا۔ ظاہر ہوا کتابِ الٰہی کا علم کائنات کے ساتھ ہی آشکار ہوا ہے۔ آسمانی صحیفے، اور قرآن کا نزول اسی علمِ الٰہی کا نام ہے!۔

مؤمنین، مقامِ فکر ہے۔ کتابِ الٰہی کا تھوڑا سا علم اِسقدر

برق رفتار ہے کہ چشم زدن میں تختِ بلقیس آگیا چشم زدن میں ایک سانس کی بھی دوری نہیں؛ قرآن نے وضاحت کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کا ذکر کیا۔ تاکہ اہلِ اسلام طاقتوں کی یکجائی کے لئے ہدایت حاصل کرلیں، اور اس ہدایت کے لئے کہا جو غور و فکر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، تونے، ان کو عبث پیدا نہیں کیا۔ لیکن اہلِ اسلام نے قرآن کو سر آنکھوں سے لگایا۔ تلاوت کی، حافظِ قرآن بنے۔ لیکن غور و فکر محالِ عملی ہی رہا۔ سائنس! بڑھتی ہے۔ اَن دیکھی طاقتوں کو یکجا کرتی ہے۔ بٹن دبتا ہے۔ اور ہم ہزاروں میل دور مصروفِ عمل وجود کو دیکھتے ہیں چشم زدن میں''

تھوڑے سے علم کا کمال تختِ بلقیس، بٹن روشن ہوا لیکن وہ صاحبِ علم جس کے لئے سورۃ یٰس نے کہا!

کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ۔

ہم نے سارا علم امامِ مبین کو عطا کیا۔ اور پھر اس علم کی حد کے لئے سورۃ الرعد میں مکمل وضاحت کردی!

قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ۙ

وَ مَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ ۙ

کہہ دو اے رسولؐ تمہاری رسالت کی گواہی کیلئے تمہارا خدا اور ''وہ شخص'' جسے کتابِ الٰہی کا علم ہے کافی

ہے ؎

یہ آیت آج بھی مصروفِ ہدایت ہے۔ لیکن ہم تو اتنا بھی غور نہیں کرتے۔ ہم تو اپنی نگاہ کی طاقتِ پرواز پر بھی قادر نہیں، اِس "شخص" کو کس طرح ایک ہی وقت میں چالیس جگہ دیکھ لیں جسے کتابِ الٰہی کا مکمل علم ہے۔ جس نے کہا:

یَاأَیُّھَا النَّاس! علیؑ زمین کے راستوں سے زیادہ افلاک کے راستے سے واقف ہے۔

یہ قسم ہے ستاروں کی اور اِنکے منازل کی، جو تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ خود پروردگار افلاک کے ستاروں کی قسم کھاتا ہے۔ اور اِس قسم کو بہت بڑی قسم کہتا ہے، افلاک کی وُسعت کے لئے پروردگار نے ستاروں کی قسم کھائی۔ اور اِسے بہت بڑی قسم کہہ کے افلاک کی وُسعت کا علم عطا کیا۔ اور اُس "شخص" نے کہا: جسے کتابِ الٰہی کا علم ہے۔ لاریب علیؑ زمین کے راستے سے زیادہ افلاک کے راستے سے واقف ہے۔

زمین اپنی وحدت میں صرف زمین ہے۔ جو ہے کائنات کی وُسعت میں یہ زمین ایک نقطہ ہے۔ افلاک وسیع ہے۔ لامحدود ہے۔

ہدایت ہے۔ کائنات کی بناوٹ میں غور کرو مٹی صرف زمین کی تخلیق کا ہی باعث نہیں، افلاک میں پھیلی ہوئی کائنات کی اساس ہے۔ مؤمنین! رسولِ خدا احمد مجتبیٰؐ

عالمین کے لئے رحمت بنکے آئے۔ کوئی عالم بھی سایۂ رسالت سے خالی نہیں۔ اور ہر عالم میں رسالت گواہی کے لئے خود خدائے وحدہٗ لاشریک۔ اور وہ شخص جسے کتاب الٰہی کا علم ہے، کافی ہے۔ اور نہیں کہتا میرا رسولؐ کچھ "جز" احکام الٰہی کے۔

اور غور کرو یتفکرون خلق السمٰوات والارض کی آیت پر اور غور کرو جب احکام الٰہی نے کہا، علیؑ ابوتراب ہے"۔ ابوتراب کا لقب کائنات کے اسرار و رموز کیلئے عقدہ کشا تھا"۔ لیکن جسکو معراجِ جسمانی پر ہی یقین نہ ہو وہ کیوں نہ رسولؐ خدا کو قریب "قاب وقوسین" بغیر نفس کے دیکھے،

علم کی آگہی کے لئے معراج پر علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام کی گواہی کو ہی قدرت نے علم کی بشارت قرار دیا ہے، تو اُس وقت کے لوگوں کی آگہی کے لئے قدرت نے جنگِ خیبر میں علم کا وہ باب۔ درِ خیبر کی شکل میں وا کیا ہے۔ کہ اگر منکر نہ ہوتے تو سمجھ لیتے کہ آج کائنات کی طاقت کی ساری طنابیں دستِ خدا میں اِس طرح اسیر ہیں کہ درِ خیبر اپنا وزن کھو چکا، زمین اپنی کشش سے محروم ہوگئی، یدُاللہ نے دو انگلیوں سے درِ خیبر کو اکھاڑ پھینکا، اور درِ خیبر کو ہاتھوں پر بلند کئے زمین سے بلند کھڑے ہیں۔ قرآن نے کہا دیکھ لو یہ ہے وہ شخص جسے کتابِ الٰہی کا علم ہے۔ اور وہ ابوترابؑ وہ مفسرِ لوحِ محفوظ وہ مجسم علم کتابِ الٰہی؛ وہ صدائے سلونی اور وہ زمانے کی بے حسی، کیا بے بسی تھی بحرِ علم کی۔ کوئی علم کا پیاسا نہیں کسی نے نہ پوچھا،

یہ خیبر کو کس طرح فتح کیا ؟ آپؑ کے پائے مبارک زمین سے بلند کس طرح ہوئے ؟ کم از کم اتنا ہی پوچھ لیتے، وہ قرآن کی کونسی آیت ہے۔ جس کو پڑھ کے آپؑ نے یہ فتح حاصل کرلی " فتح خیبر پر جو تبصرے ہوئے۔ جو کچھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا، وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ گرچہ تاریخ بدلی جا رہی ہے۔ یہ بیداری احساس ہے۔ کہ "تاریخ بدلی جا رہی ہے" لیکن ہر دارالعلم قابلِ تسخیر نہیں۔ لہذا جب تک اِن مجلسوں کا سلسلہ قائم ہے ؛ یہ علم سینہ بہ سینہ روشن ہوتا ہی رہیگا"، یہ مظلوم کربلا کا دارالعلم ہے۔ جسکی شانِ ھدایت خونِ پاک حسینؑ سے مثلِ آفتاب، ناقابلِ غروب ہے!

عزادارانِ حسینؑ! آج محرم کی بارہ تاریخ ہے، امام حسینؑ کے سوئم کی صفِ ماتم پر ذکر ہے۔ اُن منتخب بندوں کا ! جو ہمشکلِ مصطفےؐ ہیں ہم صورت قرآن ہیں، صفحۂ اسلام پر جنکی مصیبتیں راہِ حق کا نشان بن گئیں"!

سنہ ۶۰ھ ہجری میں یزید بیعت طلب ہوا، بعدِ معاویہ تخت و تاج زر و جوا ہر شریعتِ محمدی کی زد میں ہے۔ امام حسینؑ کی خاموش نگاہ خدا بن کے ڈرا رہی ہے"!

تختِ یزید کو قرار نہیں۔ یزیدیت کو بیعتِ حسینؑ کی طلب ہے ؛ ہر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کیلئے حسینؑ ابن علیؑ جگر گوشۂ رسولؐ کی بیعت ہی صرف شریعت کی

ٹھہر ہے۔

یزید نے بیعت طلب کی اور امام عالی مقام نے مصیبتوں کی ہر صورت کو آواز دی، یہ اذنِ امامؑ ہے۔ یہ حکم امامؑ ہے، ورنہ مصیبت و آلام کی رسائی اور درِ حسینؑ ابن علی علیہ السلام؟ درود ہے اس ثبات کے لئے جسکا نامِ نامی؛ حسینؑ ہے،

تاریخ بھلا نہیں سکتی وہ تین دن کی تشنگی، اور وہ فوجِ حسینیؑ کے سرسبز و شاداب حوصلے۔ وہ شوق شہادت میں بچوں کو نصیحتیں، وہ ماؤں کے ولولے،

اے شجاعتِ امامؑ اے صبر و رضا کے تربیت حسینؑ ابن علیؑ اے فاطمہؑ کی جان مظلوم کربلا! ہم عزادار گریہ کناں ہیں مولا ہم نے پہلی تاریخ آپؑ کی رخصت کا ماتم کیا، آپؑ کی بیمار بچی کے ساتھ مدینہ میں آپؑ کا جاتا ہوا قافلہ دیکھتے رہے، دوسری کو ہم نے آپؑ کے قدموں پر سر رکھتے مسلمؑ بے پر کی غربت پر روئے۔ مسلمؑ کے لاڈلوں کا ماتم کیا۔

سات تاریخ آپؑ نے وصیت حسنؑ ابن علیؑ پڑھی ہم نے قاسمؑ نوشاہ کا ماتم کیا۔ آٹھ کے ہر عزاخانے سے العطش کی صدا بلند ہونے لگی، آٹھ تاریخ علم سجنے لگے۔ نو تاریخ گذر گئی۔ وہ ہمشکل مصطفےٰ کی آواز اذان، وہ آخری صبح عاشور کی اذان "

یا حسینؑ! آج اس مجلس سوئم میں کس کا ذکر ہو، کس

کس کا ماتم ہو ، دشتِ کربلا میں ہر سو بے گور وکفن لاشہ بے سر کا ماتم ہے۔ جلتے ہوئے خیام کا ماتم ہے ، طوق وسلاسل میں اسیر عابدِ بیمار کا ماتم ہے۔
راہ سے گذرتے ہوئے قافلے رسن بستہ بے ردا زینبؑ مضطر کا ماتم ہے۔ جس کی بے ردائی ماتم کرتی جاتی ہے

قَتْلُ الْحُسَيْنِؑ بِكَرْبَلا

ذَبْحُ الْحُسَيْنِؑ بِكَرْبَلا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَعَلَى الْاَرْوَاحِ الَّتِيْ حَلَّتْ بِفِنَائِكَ عَلَيْكَ مِنِّيْ سَلَامُ اللّٰهِ اَبَدًا مَا بَقِيْتُ وَبَقِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنِّيْ لِزِيَارَتِكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى اَوْلَادِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ۔

ساری حمد و ثناء واجب ہے خالقِ ثناء کے لئے، جس نے اپنی قدرت و حکمت سے کائنات کو خلق کیا ہے۔ اور اِس کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کی ہدایت کی ہے۔

یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝

اس آیت میں تعریف ہے اُن ہدایت یافتہ بندوں کی جو اُٹھتے بیٹھتے اور کروٹ لیتے خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: تو نے ان کو عبث پیدا نہیں کیا ہے!!

منبرِ رسولؐ پر اس ہدایت کی وضاحت ہماری کم علمی کیا کر سکتی ہے۔ لیکن حکمِ خدا کی بجاآوری میں تاحدِ امکان یہ مختصر سی کوشش بھی باعثِ نجات ہے۔

عقل و فکر فہم و ادراک عطاءِ رحمت ہے۔ اور یہ رحمت، یہ عطا مخصوص ہے۔ ساری خلقت میں صرف اشرف المخلوقات کے لئے، یہ غور و فکر صاحبِ حکم ربِّ ذوالجلال کو کچھ نہیں دے سکتی۔ لیکن مصرفِ فکر کو ممتاز کرتی ہے۔

فکر کے لئے آج سے چودہ سو برس پہلے، پروردگارِ عالم نے کائنات کے ہر علم کو، اور ایک ایک علم کے

ایک ایک باب کو بصورتِ قرآن اہلِ اسلام کے لئے وا کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے چند حکم کو ہی حاصل سمجھا، اور بیٹھے رہ گئے۔ اور صرف قرآن کی تلاوت کو ہی حقِ ایمان سمجھا، اور سمجھاتے رہے۔

اُٹھے! تو نہ آسمان کی وسعت کو دیکھا اور نہ ذروں کی طرح بکھرے ہوئے ستاروں پر نظر رکی۔

بیٹھے تو نہ زمین کے نشیب و فراز پر غور کیا نہ اپنے شعور کی پستی پر پشیمان ہوئے۔ نہ کروٹ بدلتے ہوئے زمانے کو سمجھنے کی کوشش کی نہ ہی کبھی غور کیا جب زمین پہلو بدلتی ہے تو کیا کیا اسرار و رموز اُگل دیتی ہے۔ اس آیت کے تصور:

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اہلِ اسلام بابِ علم پر نہ رکے، آگے بڑھ گئے تاریکی کی طرف۔ لیکن وہ قوم جو قرآن کی ھدایت کی پابند نہیں لیکن علم کی تلاش میں مصروف۔ اس قوم کو اللہ نے مایوس نہیں کیا۔ انکے فکر و عمل کی رھبری میں مسلمان چلنے لگے۔ اور آج سائنس نے اپنی تحقیق سے قرآن کی آیتوں کی تفسیر صفحۂ ارض پر رقم کر دی ہے۔

لیکن ایمان ہے۔ جس فکر میں عبادت کا شعور نہیں احساسِ ابدیت نہیں، خالق کی خلاقیت میں سرِ تسلیم خم

نہیں۔ تو یہ تحقیق، یہ فکر، یہ بڑھتا ہوا علم موجب شر ہے باعث خیر نہیں۔ خیر کے ساتھ علم کے مدارج ہیں۔
ارشاد ہوا: "عَلِیْمٌ عَلِیْمَ" ایک علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کے ہے۔ علم یہ بھی ہے جو تقاضائے بشریت کے لئے حواسِ خمسہ سے منسلک ہے۔ ایک علم وہ بھی ہے۔ بقائے بشریت کے لئے آب وگِل سے وابستہ ہے۔
ظاہری علم۔ غور وفکر کا وہ لازمی باب ہے، جس سے گذر کر ہی علمِ الٰہی کے وہ سربستہ اسرار و رموز ہیں جسکے لئے ھدایت ہے۔

یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کائنات کی بناوٹ میں غور وفکر کرو!
اس آیت کی وضاحت کے لئے رَبِّ جلیل نے کہا

کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ کِتٰبًا

دیکھو! ہم نے ہر چیز کو لکھ کر منضبط کر رکھا ہے اور کتاب کی وضاحت کے لئے۔ ارشاد ہوا:

بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

اور غور تو کرو لوحِ محفوظ کیا ہے؟ لوح ایک تختی ایک

سطح جس پر اللہ نے ہر چیز لکھ کر منضبط کر رکھا ہے۔
کتابِ الٰہی کی ہر تحریر فکر طلب ہے۔ اس لئے
ہدایت کی۔ کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرو۔ فکر
کہتی ہے ہر علم کی، الگ الگ کتاب ہے۔ اور علمِ الٰہی
کی کتاب یہ کائنات ہے۔ اے بنی نوع انسان جس
شئے کو تم کمتر سمجھتے ہو اُس کے پاس سے بھی بیگانہ نہ گذر
جاؤ۔ اور جستجو کرو اُن بندوں کی جو کہتے ہیں "تو نے ان کو
عبث پیدا نہیں کیا۔
مؤمنین! زمانے کے بڑھتے ہوئے علم کو آپ جانتے
ہیں۔ اس ٹیکنولوجی کے دور میں جس نے موجودات میں چند کو
چنا اور غور و فکر کے لئے اُسکو عمل میں لایا۔ اور اس عمل کا ردِ عمل
دیکھا تو اس پیہم عمل کے ردِ عمل کو لمحۂ فکر دیا۔ تو فکر اور عمل۔ عمل کا
ردِ عمل نے مِل کے ایک لامعلوم کو معلوم کیا۔
فکر کہتی ہے یہ ساری کائنات کتابِ الٰہی ہے۔
کتاب کی تحریر وہ ہُدہُد بھی ہے۔ جو موجود نہیں جلیل القدر
پیغمبر حضرت سلیمانؑ کو اضطراب ہے۔ آنے کا وقت تھا
اب تک کیوں نہیں آیا، غور کرو یہ بعض پرندے موسم کے ساتھ
حاضر ہو جاتے ہیں، اور موسم کے بدلتے ہی پرواز کر جاتے
ہیں کسی اور مقام کی طرف۔
چونکہ زمین اپنے محور پر گھوم رہی ہے مصروفِ عمل ہے،
روز و شب کے لئے۔ مصروفِ عمل ہے ماہ و سال کیلئے

جو موسم آج یہاں ہے وہ کل کسی اور مقام کی قسمت ہے۔ اہلِ اسلام خاموش رہ گئے۔ سائنس والوں نے مشاہدہ کیا، تحقیق کی اور مائیگریشن آف برڈز پر ہزاروں کتابیں محقق کی فکر کا بہترین سرمایہ ہیں۔ غور کرو جب حضرت سلیمانؑ نے کہا: ہُد ہُد اچھی خبر لایا ہے۔ کون ہے جو تختِ بلقیس لے آئے، ایک دیو صفت نے کہا آپ اپنی نشست نہ بدلیں گے اور میں لے آؤں گا۔ پیغمبری جو علمِ الٰہی کا مظہر ہے اس تاخیر سے مطمئن نہیں۔ سورۃ النمل کی متصل آیت نے کہا:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ

ایک شخص جسے کتابِ الٰہی کا تھوڑا سا علم تھا۔ کہا: آپ کی پلک جھپکنے سے قبل میں لے آؤں گا، اور تختِ بلقیس آگیا ظاہر ہوا الکتابِ الٰہی کا علم کائنات کے ساتھ وابستہ ہے۔ جتنے بھی آسمانی صحیفے ہیں اسی علمِ الٰہی کو آشکار کرتے ہیں۔ مقامِ فکر ہے کتابِ الٰہی کا تھوڑا سا علم اسقدر برق رفتار ہے۔ کہ چشم زدن میں تختِ بلقیس آگیا۔ چشم زدن میں، ایک سانس کی بھی دوری نہیں، قرآن نے تفصیل کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ اہلِ اسلام علم کتابِ الٰہی سے وابستہ رہیں۔ اور طاقتوں کی یکجائی کے لیے غور و فکر کے ذریعہ ہدایت پاتے رہیں۔ لیکن ہم نے قرآن کو سر آنکھوں سے لگایا، مسلسل تلاوت

کرتے رہے۔ حافظِ قرآن بنتے رہے، لیکن بحکم خدا غور و فکر کی عبادت مُحالِ عملی ہی رہی۔ سائنس نے میدانِ فکر میں اپنے قدم جمائے۔ اَن دیکھی طاقتوں کو یکجا کیا، آج بٹن دبتا ہے، اور ہم ہزاروں میل دور مصروفِ عمل وجود کو دیکھتے ہیں چشمِ زدن میں۔

تھوڑے سے علم کی بشارت تختِ بلقیس کا کمال آج دنیا میں روشن ہے۔ لیکن غور طلب ہے۔ سورہ یٰسں کی یہ آیت:

کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ

ہم نے سارا علم امامِ مُبین کو عطا کیا۔ اور سورۃ الرعد میں تعرف کرایا اِس امامِ مبین کا:

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

اے رسولؐ تمہاری رسالت کی گواہی کے لئے تمہارا خدا اور وہ شخص جسے کتاب اللہی کا علم ہے، کافی ہے۔

یہ آیت آج بھی مصروفِ ہدایت ہے۔ لیکن اہلِ قرآن اپنی نگاہِ بصیرت پر بھی قادر نہیں، اُس شخص کو ایک ہی وقت میں چالیس مقام پر کس طرح یقین کر لیں جس نے کہا: یَا اَیُّھَا النَّاس علیؑ زمین سے زیادہ افلاک کے راستوں سے واقف ہے"

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۔ نہ کھاؤ قسم یہ ہے ستاروں کی اور اُنکے منازل کی جو تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے"۔ فکر کہتی ہے جس کا وزن معلوم نہ ہو، جسے جانتے بھی نہیں ہو، اُسکی قسم نہ کھاؤ۔

پروردگارِ عالم نے ستاروں کی قسم کو بہت بڑی قسم کہہ کے افلاک کی لامحدود وسعت کا علم عطا کیا ہے۔ اور صاحبِ علمِ کتابِ الٰہی نے کہا: لاریب علیؑ زمین سے زیادہ افلاک کے راستوں سے واقف ہے۔ بصیرت کہتی ہے زمین اپنی وحدت میں صرف زمین ہے، کائنات کی وسعت میں ایک نقطہ ہے۔ افلاک وسیع ہے لامحدود ہے۔

ھدایت پر غور کرو۔ کائنات میں، اسکی بناوٹ میں غور وفکر کرو۔ مٹی صرف زمین کی تخلیق کا ہی باعث نہیں افلاک میں پھیلی ہوئی کائنات کی اساس ہے۔ اِس کائنات میں پھیلی ہوئی مٹی کا پتہ ابوترابؑ سے پوچھو۔ لاریب علیؑ زمین سے زیادہ افلاک کے راستوں سے واقف ہے۔

وہنِ رسالتؐ نے بحکمِ خدا ابوتراب کا لقب عطا کیا۔ یہ الہامی لقب کائنات کے اسرار و رموز اور بکھری ہوئی طاقتوں کی یکجائی کے لئے عقدہ کشا ہے۔ لیکن افسوس جس نے معراج کی سواری براق کو نہ سمجھا وہ انسان قریبِ قابَ وقوسین نفسِ رسولؐ کو کس طرح دیکھے۔ معراجِ نبیؐ علم کا معراج ہے۔ یہ معراجِ رسولؐ تا قیامت بڑھتے ہوئے علم کے لئے ہدایت ہے لیکن قرآن گواہ ہے کہ پروردگارِ عالم نے ہر علم کا عملی ثبوت اپنے منتخب بندوں کو معجزہ کی صورت میں عطا کیا۔ اور اِس دلیل سے دامنِ اسلام خالی نہیں۔

معراج کا عملی معجزہ روزِ خیبر روشن ہوا جب کائنات مجو

حیرت تھی، جب زمین کی ساری طاقت دستِ یداللہ میں سمٹ کر جمع تھی کہ درِ خیبر اپنا وزن اور زمین اپنی کشش سے محروم ہوگئی۔
علیؑ عقدہ کشا، درِ خیبر لئے زمین سے بلند کھڑے ہیں۔ اور تعرف کی تکمیل ہوگئی "رسول" تمہاری رسالت کی گواہی کے لئے تمہارا خدا اور وہ شخص جسے کتابِ الٰہی کا علم ہے کافی ہے۔ فتح خیبر نے کہا یہ ہے وہ آیتِ مُبین جسے کتابِ الٰہی کا مکمل علم ہے جسکی دو انگلیوں کی طاقت، ہر اُس بات کو کھولتی ہے جسے اپنی طاقت و قوّت کا غرور ہے۔ یہ غرور و تکبر تھا جس نے باب العلم سے دور رکھا ورنہ کیا بھا؟ کہ سلونی سلونی کی آواز پر اتنا بھی نہ پوچھا یہ معراج کیا ہے؟ یہ فتح خیبر کس طرح ممکن ہوئی؟ آپؑ کے پائے مُبارک فرشِ زمین سے کس طرح بلند تھے؟ قرآن کی وہ کونسی آیت پڑھی کہ اتنا وزنی دَر آپؑ نے دو انگلیوں پر اُٹھالیا۔

فتح خیبر پر جو تبصرے ہوئے، وہ سب تاریخ میں محفوظ ہیں، اگرچہ بڑی عجلت کے ساتھ تاریخ بدلی جارہی ہے۔ یہ احساسِ محرومی ہے یا بیداریِ احساس! تاریخ وہی ہے۔ پھر بھی بدلی جارہی ہے۔ لیکن ہر دار العلم قابلِ تسخیر نہیں، "حسینؑ ابن علیؑ کا دار العلم ہے۔ یہ تاریخ نام بہ نام سینہ بہ سینہ، مجلس بہ مجلس اسی طرح رقم ہے۔ جیسے عالم عمل میں ہو۔
اِس تاریخ کا ہر باب خونِ حسینؑ ابنِ علیؑ سے مثلِ آفتاب تاقیامت ناقابل غروب ہے۔ یہ اُس سراجِ مُنیر کی ضیاء ہے

خود خدا نے روشن کیا ہے۔

مؤمنین! فرشِ عزاء پر شہدائے کربلا کا سوئم ہے۔ اُن منتخب بندوں کا ماتم ہے جو ہمشکلِ مصطفےٰ ہیں ہم صورتِ قرآن ہیں۔ صفحۂ اسلام پر جنکی مصیبتیں راہِ حق کا نشان ہیں۔

عزاداران حسینؑ! سن ساٹھ ہجری میں امامِ عالی مقام سے یزیدؑ بیعت طلب ہوا۔ بعد معاویہؑ تخت و تاج زر و جواہر، عیش و آرام شریعت کی زد میں نظر آئے۔ امامِ وقت جگر گوشۂ رسولؐ مدینہ میں ہیں لیکن دربارِ شام کے تخت و تاج کو قرار نہیں۔ امامِ عالی مقام کی خاموش نگاہ خدا بن کے ڈرا رہی ہے بیعتِ حسینؑ ابنِ علیؑ شریعت کی مُہر ہے۔ یزید نے بیعت طلب کی اور حسینؑ ابنِ علیؑ نے مصیبتوں کی ہر صورت کو آواز دی۔ یہ اذنِ امامؑ ہے، یہ حکمِ امامِ وقت ہے۔ ورنہ مصیبتوں کی رسائی اور پائے حسینؑ؟ دُرود ہے اُس پائے ثبات کے لیئے۔ تاریخ بھلا نہیں سکتی وہ تین دن کی تشنگی اور وہ فوجِ حسینیؑ کے سر سبز و شاداب حوصلے۔ وہ شوقِ شہادت میں بچوں کے ولولے۔ اے دینِ محمدؐ کی سپر، اے صبر و رضا کے دُرِ یکتا حسینؑ، اے جگر گوشۂ بتولؑ ہم آپکی کن کن مصیبتوں کا ذکر کریں، پہلی تاریخ آپکی رُخصت کا ذکر، ویرانیٔ مدینہ کا ذکر، درِ حرم سے لپٹی ہوئی آپ کی بیمار بچی کا ذکر، دوسری تاریخ یاد آتی ہے تو مُسلمؑ بے پر کا ذکر، مُسلمؑ کے لاڈلوں کا ماتم۔

یہ ماہِ محرم ہر تاریخ مصیبت و آلام کی تاریخ، العطش کی تاریخ،

وہ آخری رُتبۂ علمدار کی تاریخ۔ روزِ عاشور سجدۂ آخر کی تاریخ فاصلۂ تیغ و گلو کی تاریخ،

یہ مولا آپؑ کی مجلسِ سوئم ہے۔ آج ماتم ہے جلتے ہوئے خیام کا، ماتم طوق و سلاسل میں مسلسل عابدِ دلگیر کا ماتم راہ سے گذرتے ہوئے آپؑ کی عترتِ اطہار کا ماتم جسکی اسیری ماتم کر رہی ہے۔

وامصیبتہ کشتہ شد حسینؑ واغربتہ کشتہ شد حسینؑ

نوحہ

کشتۂ تیغ جفا، شاہؑ سلامؑ علیک
فدیۂ راہِ خدا، شاہؑ سلامؑ علیک

آگئی عاشور کی، ہائے گھڑی آخری
ختم محرم ہوا، شاہؑ سلامؑ علیک

عشرۂ ماہِ عزا، ختم غضب ہو گیا
دل نہ ہمارا بھرا، شاہؑ سلامؑ علیک

تعزیئے خانے تمام، ہو گئے ہُو کا مقام
چھا گئی غم کی گھٹا، شاہؑ سلام علیک

ہوتے ہیں رخصت امامؑ کہتے ہیں سب خاص و عام
جاتا ہے مہمان آہ، شاہؑ سلام علیک

تشنہ دہن کی عزا، ختم ہوئی عصرِ تا
حق نہ ہوا کچھ ادا، شاہؑ سلام علیک

بادشہِؑ مشرقین، فاطمہؑ کے دل کے چین
ہائے شہیدِ جفا، شاہؑ سلام علیک

بخششِ اُمت پہ آہ، کر دیا سر کو فدا
کٹ گیا سوکھا گلا، شاہؑ سلام علیک

تعزیئے داروں کو آہ رنج نہ ہو کیوں سوا
جاتا ہے مہماں بڑا شاہؑ سلام علیک

دل کو ہے رنج و محن جاتے ہیں شاہِ زمن
کہہ تو مقدس یہ آہ، شاہؑ سلام علیک
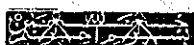
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ

صراطِ مستقیم جزوِ قرآن ہے ۔ ہر مومن کی دعا ہے، اور اس دعا کی قبولیت اُس دربار کا واسطہ ہے۔ جس در سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں پھرا۔

آج محرم کی بارہ تاریخ ہے۔ کربلا کے شہیدوں کا سوئم ہے۔

میری کم مائیگی نے اب تک اپنی فکر و عقل کے مطابق صاحبانِ ذکر کا ذکر کیا، لیکن دل مطمئن نہ ہو سکا۔

آج منبرِ رسولؐ خطباتِ جنابِ امیرالمومنینؑ سے روشن ہے ۔ تاکہ سوگوارانِ حسینؑ عظمتِ شریعت، اسلام اور عظمتِ آلِ محمدؐ، کلامِ امامؑ عالی مقام سے سمجھ کر اپنے ایمان کو تقویت دیں ۔ اور اس حقیر سے حقِ ذاکری ادا ہو۔ درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

قرآنِ ثانی نہج البلاغہ میں ارشاد ہوا :

حمد اُس خدا کے لیئے سزاوار ہے۔ جس نے شریعت اسلام جاری کی۔ اور جو اس سرچشمہ ہدایت پر اتریں اُنکے

اُن کے لئے، اِس کے قوانین آسان کر دیئے، اور اِس کے ارکان کو حریف پر غلبہ کا ذریعہ قرار دیا"

پس وہ روشن ترین شاہراہ، اور واضح ترین عقیدہ ہے۔ اِس کے مینار بلند، راہیں درخشاں، چراغ نور افشاں، اور اِس کا میدان باوقار ہے۔

اِمام مُبین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام نے شریعتِ اسلام کو روشن شاہراہ کہا۔ ظاہر ہوا اِس شاہراہ پر چلنے والا صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔

مولاؑ ھدایت دیتے ہیں" ارشاد ہوا:

اے اہلِ ایمان غور سے سُنو، اور جان لو، کہ تم ہدایت کو اُس وقت تک نہیں پہچان سکتے جب تک ہدایت سے دُور رہنے والوں کو نہ پہچان لو، اور قرآن کے عہد کے اُس وقت تک پابند نہ رہ سکو گے، جب تک قرآن کی قانون شکنی کرنے والوں کو نہ جان لو؛

ایک اور خُطبہ میں فرمایا: خُدا کی قسم مَیں الٰہی پیغامات کی تبلیغ، خدا کے وعدوں کی تکمیل، اور آیاتِ خدا کی صحیح تاویل اچھی طرح جانتا ہوں، ہم اہلبیتؑ کے پاس حِکمت کے دروازے اور اَمرِ خدا کی روشنی ہے۔

یاد رکھو! دین کی شریعتیں ایک، اور اِن کے راستے سیدھے ہیں، جس نے اِسے اختیار کیا، وہ حق تک پہنچ گیا اور یاد رکھو! خدا و ندِ عالم جس شخص کا ذکر لوگوں میں برقرار

رکھے، اُس مال سے بہتر ہے۔ جو وارثوں کے لئے چھوڑا جائے۔ جو کبھی خیر کے ساتھ اُس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔

ھدایت کے لئے مولاؑ نے فرمایا:

اے اہلِ اسلام! ھدایت اُنہیں سے طلب کرو، جو خود ھدایت والے ہیں، جنکی ھدایت اور علم کی گواہی خود دین ہے، جو بے زبانی کے باوجود بول رہا ہے۔ اور کہاں ہیں وہ لوگ! جو جھوٹ بول کر، اور ہم پر ظلم کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ رَاسِخِیْنَ فِی الْعِلْم ہیں "وہ" ذاتِ واجب جس نے ہمیں بلند کیا ہے۔ اور اُنہیں پست،

ہمیں منصبِ اِمامت دیا اور اُنہیں محروم رکھا۔

یہ قبا نہ کسی کو سجتی ہے۔ اور نہ انکے اور نہ اُن کے سوا کوئی اہل ہے۔ حاضرینِ مجلس محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجو! کیا علمِ الٰہی تھا جو ذاتِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ میں مائل بہ ظہور ہوا تھا:

مولاؑ نے کہا: خدا کی قسم میں چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو بتا سکتا ہوں، کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ اور کہاں جائیگا، اور اُس کے سارے حالات کیا ہیں۔

لیکن ڈرتا ہوں، کہیں تم مجھ میں کھو کر نہ رہ جاؤ۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو جاؤ۔ اُس خدا کی قسم جس نے اُنہیں حق کے ساتھ مبعوث کیا، اور اُنہیں چُن کر ساری مخلوق کا سردار قرار دیا، میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ مجھے رسولِ خدا نے ہلاک ہونے والوں کی

ہلاکت، اور نجات پانے والوں کی نجات، اور اِس امرِ خلافت کے انجام کی خبر دے دی ہے اور ہر وہ مصیبت جو میرے سَر پر گذرے گی، اُسے میرے کانوں میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑا۔"

ایک موقعہ پر فرمایا: اور اِس اُمّت میں کسی کا بھی آلِ محمدؐ سے قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور نہ وہ اُنکے برابر ہو سکتے ہیں، آلِ محمدؐ دین کی بُنیاد، اور یقین، کا ستون ہیں، اِنکے ہی حق میں حضور کی وصیتیں ہیں اور وہی نبیؐ کے وارث ہیں، دَوروہ ہے اِس وَلی خدا پر اپنے وقت کے لئے، اور آنے والے زمانے کے لیئے۔

کہا: اے اہلِ اسلام! مجھ سے پہلے تبلیغ حق، صلہ رحم اور بخشش وکرم کی جانب کسی نے اِس تیزی سے قدم نہیں بڑھایا، پس اے لوگو! میرا کلام سنو: میری باتیں یاد رکھو۔ تم جلد ہی جان لوگے کہ اِس دن کے بعد خلافت کے لئے تلواریں کھینچی جائینگی، اور عہد وپیمان توڑ دیئے جائینگے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ گمراہی کے پیشوا بن جائیں گے۔ اور جاہلوں کے پیروکار بن جائیں گے۔"

اِس الہامی ھدایت نے ظاہر کیا، کہ بظاہر اسلام کا لبادہ قرآن کے عہد کی تکمیل نہیں۔

مؤمنین! مجبوری تھی، جنگ وہی کر سکتا تھا جو بظاہر مسلمان ہو۔ عیاں ہے کہ جو صاحبِ ایمان ہے وہ امام

وقت کے ساتھ ہے۔ حق کے مقابل تلوار کھینچ کر وہی آئے گا جو منافق ہے۔

امامِ عالی مقام نے واضح کیا کہ قرآن کے خلاف قرآن سے مدد لینے والے، کسقدر احکامِ الٰہی، اور علمِ قرآن سے دور تھے گرچہ مسلمان تھے"!

مؤمنین! زمانے نے اِس اعجاز بیانی کی کہاں کہاں گواہی نہ دی ہے۔ تاریخ اِس تلوار کی ضرب سے خون آلود ہے۔ کیا وہ لوگ تھے جنھیں حق کی ہدایت مِلی وہ ہدایت جس کا عِلم عرشِ مُقام، جس کا حکمِ قناعت، عزت کی سپر عطا وہ کہ نالِ ندامت طلب برابر شریعت کی پیروی میں اہلِ ایمان کے لیے سکون اور اخوت و کفالت کا لامحدود خزانہ۔ یہ ھدایت تھی یا حکمِ خدا کی بجاآوری، جو ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لیکن یہ ھدایت پسند نہیں آئی!!

یہ جاہ طلب ہادیٔ برحق کے مقابل آتے رہے۔

مؤمنین! ہم کب بھولے! جب در گِرا، گھر جلا،

تابوت محترم پر تیروں کی بارش ہوئی گمراہوں کے پیشواؤں نے اپنے ظلم و ستم پہ نازاں ہوکر، اور اقدامات کی تیاری شروع کردی۔

یہ کوششیں یہ شورشیں، اور ایک حُسینؑ ابن علیؑ۔

اِدھر دشمنانِ دین کی نظر میں حُسینؑ کی ذات، بارِ گراں تھی تو

اُدھر نگاہِ حق بھی سبطِ نبیؐ حُسینؑ ابنِ علیؑ پر جمی تھی۔
یہ قدرت کا گوہرِ بیمثال ازل سے مقصودِ مشیت ہے
اٹھائیس رجب کو اذنِ ربّ ملا۔ امامِ برحق جانبِ کربلا
چلے، حق کی حمایت میں چلے، شریعت کی بقا کے لیئے چلے
قرآنِ مجسم ہو کے چلے۔ منزلِ صبر و رضا پر جہاد فی سبیل اللہ کے
لیئے چلے،
کاروانِ حُسینیؑ واردِ کربلا ہوا، زمین خریدی، قبیلۂ بنی
اسد کو وصیت کی، کنارِ فرات شجاعتِ عباسؑ نامدارؑ
کو صبر و رضا کے حوالے کیا۔ خیمے دریا سے دور نصب ہو گئے،
پھر فوجِ یزید کو آواز دی! اے دشمنانِ اسلام، اے
مکر و فریب کی سپاہ کثیر غور سے سُنو! میں صراطِ مستقیم
برحق کا مسافر حُسینؑ ابنِ علیؑ ابن فاطمہؑ بنت محمدؐ ہوں
وہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنہیں اللہ نے ساری مخلوق
پر ھادی اور حاکم بنایا ہے۔ جسکا کلمہ تم پڑھتے ہو، وہ
رسولِ برحق جسکی رسالتؐ پر انبیاؑ گواہ ہیں،
اور اب یہ حق کے گواہ بہتّر حق کے گواہ ایسی،
شہادت دیں گے، کہ اب تا قیامت باطل کو فرار
نہیں۔ روزِ محشر تمہارے چہرے باطل کا نشان بن کے
اپنے انجام کو پہنچ جائینگے۔ اے! اہلِ کوفہ و شام! حُسینؑ
نے حُجت تمام کی، اور اب اپنی تلواروں سے کہو ہم پر
ٹوٹ پڑیں، گھاٹ پر اپنے پہرے اور سخت کر دو!!

تمہارے ظلم و ستم کا مقابلہ ہم آلِ محمدؐ کی تشنگی کرے گی تمہارے تیر و پیکاں کا مقابلہ میرا بے شیر کرے گا، تمہارے ظلم کی انتہا کا مقابلہ عابدِؑ بیمار کا حق ہے، میری ہمشیر زینبِؑ دل گیر کا حق ہے، میری لاڈلی سکینہؑ کا حق ہے۔"

عزاداران حسینؑ! عالمِ شجاعت میں دن گذر ے وہ تشنگی اور وہ صبرِ حسینؑ، آخر عصرِ عاشورا امام نے عباسِؑ دلاور کو یاد کیا، علیؑ اکبرؑ کو یاد کیا، عونؑ و محمدؑ اور قاسمؑ سے پسر کو یاد کیا۔ خیمۂ اقدس میں آئے عترتِؑ اطہار کو اللہ کی امان میں دیا، خیمے سے باہر آئے۔ جانبِ نشیب چلے گھوڑے سے پشتِ زمین پر آئے۔ صراطِ مستقیم پر سجدۂ آخر ادا کیا۔" یہ وہ سجدہ جسکے بعد زمین ساکت ہوگئی آسمان سیاہ ہوگیا، افلاک میں ہائے حسیناؑ کی صدا ماتم بنگئی محمدؐ کے لاڈلوں کا ماتم، جلتے ہوئے خیام، طوق و سلاسل میں اسیر عابدِ بیمار کا ماتم، بے ردا عترتِ اطہارؑ کا ماتم:

سلام

ہو سلام اُس پر کہ جس مہماں کی یہ توقیر تھی
آب و دانے کے بجائے تیر تھے شمشیر تھی
اے مسلماں یہ نمازِ حضرتِ شبیرؑ تھی
حلق پر خنجر زباں پر شکر تھا تکبیر تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریف ہے اُس خالقِ کون و مکان کی، اور شکر ہے، اُس کی رحمت کا جس نے عقل کو شعورِ حمد و ثناء عطا کیا ہے۔ خلاقِ عالم نے شعور کے اتنے زاویئے بنائے کہ علم و عمل ظاہر و باطن کے لیئے یہی میزان ہیں۔ اور تعریف ہے۔ اُس ربّ کائنات کی۔ اور شکر ہے اُس کی رحمت کا۔ جس نے دینِ اسلام قائم کیا اور ہدایت کے لیئے شعور کو آواز دی۔

یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ ؕ

ہدایت ہے۔ کائنات کی بناوٹ میں غور کرو۔ اور تعریف ہے اُن ہدایت یافتہ لوگوں کی جو کہتے ہیں تو نے اِنکو عبث پیدا نہیں کیا ہے۔

خالقِ کائنات نے جسم و جان کے تعلق سے اِس دارِ فانی کو عالمِ اسباب بنایا ہے۔ اور صبر کی ہدایت کی ہے۔ قناعت کا حکم دیا ہے۔

دنیا ایک عارضی مقام ہے۔ ایک رہگزر ہے۔ منزلِ آخر کے لئے ایک انتخابِ قدرت ہے۔ آخرت کیلئے زادِ راہ کا وسیلہ ہے۔

مؤمنین! یہ امامِ عالیمقام کا دارُالعلم ہے۔ مجلسِ حسینیؑ ہے۔ حکم ہے کائنات کی بناوٹ میں غور کرو۔

کائنات سے پہلے عقل خود اپنے فہم و ادراک کا بغور جائزہ لے تاکہ اپنے فہم کی میزان پر عقل اپنی کرشمہ سازی کو پہچان سکے، عقل کے دو راستے ہیں خیر و شر۔ خیر، اطاعت خدا و رسولؐ کا نام ہے۔ اطاعتِ خدا میں مصروف رہنے والا جب بابِ فکر پر آتا ہے، تو علمِ الٰہی کے درجات از خود واضح ہونے لگتے ہیں، اور اس زندگی کی پُر فریب بہار اس صاحبِ فکر کو راہِ حق سے نہیں ہٹا سکتی۔ اور یہ مصروفِ فکر بندے بے ثباتیٔ دنیا کو نیک فال سمجھتے ہیں۔ اور سفرِ آخرت کے لئے اس طرح پا بہ رکاب رہتے ہیں، کہ موت قدم بوس ہو جاتی ہے۔

اس آیت کی روشنی میں یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط۔ اسی فرشِ عزا پر، اسی منبرِ رسولؐ پر کائنات کی بناوٹ میں مختصر سی کوشش غور و فکر سے حال کو، سایۂ قرآن میں ماضی سے منسلک کرتی رہی، حال کا ماضی کیا ہے، اور حال کا مستقبل سے کیا ربط ہے؟ آج اس فرشِ عزا پر نہ آفتاب نہ ماہ تاب نہ زمین کی کسی ظاہر و پوشیدہ طاقت کا ذکر ممکن ہے نہ ان سائنس والوں کا ذکر ممکن ہے۔ جنھوں نے اہلِ اسلام پر سبقت کی، اور علم قرآن سے فیضیاب ہوئے۔ اپنی فکر سے کشش زمین پر غالب آ گئے۔ اور جنکی غالب صلاحیتوں نے لامعلوم کو معلوم کیا۔

ارشادِ الٰہی ہے: کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ کِتٰبًا

اور اِس کتاب کا پتہ اِس آیت سے مانگو:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

اے اہلِ ایمان عدم و وجود پر غور کرو۔ لوحِ محفوظ اور کتابِ الٰہی پر غور و فکر کرو۔ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا
کتاب میں ہم نے ہر چیز کو لکھ کر منضبط کر رکھا ہے۔
اور لوحِ محفوظ پر غور کرو۔ عدم و وجود پر غور کرو، عبد و معبود کے فرق پر غور کرو، لوحِ محفوظ نے کتابِ الٰہی کا علم عطا کیا ہے۔؟ غور کرو کتابِ الٰہی اور لوحِ محفوظ میں، عبد و معبود کا فرق انکار ہے۔ نصیری نے کہا،
آپ خدا ہیں۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔
میں اپنے نفس کو جانتا ہوں کیوں گمراہ ہوتے ہو؟ میں خدا نہیں ایمان لاؤ وحدہٗ لاشریک پر اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لاؤ احکامِ رسالت پر یہی حکم خدا ہے۔
مؤمنین! خالقِ کائنات نے سوئے ہوئے ذہن کو اچانک ہی علم کے طلاطم سے نہیں جگایا ہے۔ بلکہ ہر نبیؐ کو معجزہ عطا کیا، جانی پہچانی راہ بتائی جسکے ہر دو قدم آگے اتنی حیرانی نہیں کہ ہوش حواس جاتے رہیں۔ قرآن میں تفصیل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کتابِ خدا کا وہ تھوڑا سا علم، جسکی رفتار مثالِ برق اپنی راہ طے کر لیتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ! وہ بلند مرتبہ پیغمبرؑ ہیں کہ

ہوا، پانی، جن و انس طابع فرمانِ نبوّت ہیں۔ حضرت سلیمان کا ذکر آنیوالی آیت کی بشارت ہے۔

كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَهُ فِي إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ط۔

تھوڑے سے علم کا ذکر تربیت ذہنی ہے۔ غور و فکر کرو تھوڑے سے علم کا وہ کمال۔ جب طاقتیں یکجا ہوگئیں۔ اور فاصلے اپنے مفہوم سے الگ ہوگئے۔ مثلِ قرآن غور کرو احکامِ رسالت پر۔ علیؑ تم ابوتراب ہو۔ لقب اپنے مفہوم کے ساتھ خلقتِ آدمؑ میں آشکار ہے۔ ان دو انگلیوں میں آشکار ہے۔ جس نے درِ خیبر اکھاڑ پھینکا۔

كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَهُ فِي إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ط

ہم نے ہر شئے کا علم امامِ مبین کو عطا کیا ہے۔

لے یہ کلیدِ علم یہ گیتی کا باب ہے
اِس قفل کو تو کھول کہ تو بوتراب ہے

درود ہے اُس وقت کے لئے۔ جب درِ خیبر اپنے وزن سے اور زمین اپنی کشش سے محروم ہوگئی تھی۔ فکر لازم ہے۔ ابوتراب کے لئے، فکر لازم ہے، شبابِ اہلِ جنّت کیلئے۔ ہر شئے کا ایک شباب ہے۔ مثلِ آفتاب جسکا شباب

نصف النہار ہے۔ ہر شئے کا عروج اُس کا شباب ہے۔ ہر طاقت کی انتہا اُس کا شباب ہے۔ جنّت کی انتہائی طاقت اُس کا شباب ہے۔ باغِ رسالتؐ کے دو پھول جنکی خوشبو سے اگر روحِ مطہر نہیں تو ہم اُس جنّت میں کہاں؟ جس کے لئے کوثر کی بشارت ہے۔ وہ جنّت جس میں داخلے کی شرط حُبِّ آلِ محمدؐ ہے۔ اور پروانۂ غمِ حسینؑ ہے۔

آج اِس فرشِ عزا پر باغِ رسالتؐ کے پھول کی مجلسِ سوئم ہے۔ صبح عاشور سے وقتِ عصر تک دُنیا بدل گئی۔ شامِ غریباں آئی ظلم و ستم کی حد ہو گئی آئی۔

جلے ہوئے خیمے اور نگاہِ عترتِ اطہار، دشت نینوا، اور تنِ پاش پاش۔ لاشِ شہداء اور عترتِ اطہار، اتنا طویل سجدہ ادا کیا امامؑ وقت نے کہ زمین کو نہ آسمان کو تاب رہی۔ زمین میں زلزلہ آیا آسمان سے خون برسا۔

عزاداران حسینؑ! گیارہ محرم کو امامِ وقت طوق و سلاسل میں اسیر ہوئے، عترتِ اطہار کے بازو پسِ گردن بندھے۔ پا برہنہ رسن بستہ بے کجاوا اونٹوں پر یہ قافلہ جانبِ کوفہ رواں ہوا۔ روایت ہے چالیس بچے بے کجاوا اونٹوں سے گرتے رہے ماؤں کی گود خالی ہوتی رہی ظلم نہ رُکا۔

آج سوئم ہے بہترین کا سوئم ہے، کیا کریں؟ زمانہ مخالف ہے۔ لب تشنہ پر آیتِ قرآن کا ظہور ہے۔ اِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْن ط۔ بے پدری ہے۔ دربدری ہے۔ اور آیتِ قرآن اِنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرِیْن ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد ہوا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝

کیا میں نے تمہارے سینے کو کشادہ نہیں کیا۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝

کیا اُس بوجھ کو نہیں اُتار دیا جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتی تھی

یوں تو قرآن کی ایک ایک آیت فکر طلب ہے۔ یہ آیت جسکی ابھی تفسیر کی گئی، کیا میں نے تمہارے سینے کو کشادہ نہیں کیا۔ کیا اُس بوجھ کو نہیں اُتار دیا جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتی تھی!!

مومنین عقیدہ ہے، اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ سے مُراد وہ عمل جبرئیل امین علیہ السّلام ہے۔ جب احمدِ مجتبٰے محمّدؐ مصطفٰےؐ کا سینہ کھول کر علم الٰہی بھرا گیا۔ اور ہم جیسے فدائی کہتے ہیں، اِس آیت سے مُراد علم کی وہ لامحدود وسعت ہے۔ اور وہ بوجھ جو علم کی صورت میں تھا اُسکو اللہ نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی مدد سے اُتار دیا۔ اور رسالتؐ مکمّل ہو گئی۔

لیکن اس زمانہ کا علم جسے سائنس کہا جاتا ہے۔ جسکا عقیدے سے کوئی واسطہ نہیں۔ اُسکی تحقیق اُسکی دلیل کہتی ہے تم اپنی حد تک جو سمجھو۔ سائنس ثابت کرتی ہے۔ کہ جب کوئی بچہ مُردہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اسکا سینہ تنگ ہوتا ہے۔ اُس نے دُنیا

نہیں دیکھی اُسکے سینے نے ہوا کی نرمی کو محسوس نہیں کیا۔ لیکن جو بچہ زندہ پیدا ہوتا ہے۔ اُسکی ایک آواز پر قدرت اُس کے سینے کو ہوا سے کُشادہ کردیتی ہے۔ اور اِسی لئے کہا : اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۔ کیا میں نے تمہارے سینے کو کُشادہ نہیں کیا کیا میں نے تمہیں زندگی نہیں دی ؟ اور وہ بوجھ جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتا تھا ! اے بنی نوع انسان تم کیا جانو یہ بوجھ تمہاری حیات کا ضامن ہے۔ عقل اپنے ظرف کے مطابق جو سمجھے، لیکن سائنس کہتی ہے۔ اگر ہوا کا وزن نہ ہوتا تو رگیں پھٹ پھٹ کر اُبل جاتیں، اگر ہوا کا وزن منوں کے حساب سے جسم پر حاوی نہ ہوتا تو شیرازۂ حیات بکھر کر رہ جاتا۔

ہوا کا وزن منوں کے حساب سے جسم پر حاوی ہے۔ لیکن قدرت نے تمہارے احساس کو اس بوجھ سے ناآشنا کر دیا ہے۔

قرآن کی ایک ایک آیت کی کئی کئی توجیہات ہیں علم قرآن وقت کے ساتھ ساتھ آشکار ہوتا رہا ہے۔ لیکن قرآن کا سارا علم ہمہ وقت تو وہی جانتا ہے جو وارثِ قرآن ہے۔ جس کا علم وقت کا پابند نہیں وہ وارثِ قرآن ہے۔ جس نے وقت کا طلوع دیکھا ہے۔ اور وقت کے غروب سے بھی آگاہ ہے۔ اللہ نے قرآن کے وارثوں کو علم، صبر اور تقویٰ سے متعارف کیا ہے۔ اور نماز کو اعلان اسلام سے زہد و تقویٰ کی انتہا، اور معراج بشریت تک کا محرم بنایا ہے۔ لیکن جس نے روزہ اور نماز کی پابندی کی اُس نے خود کو متقی سمجھا اور سمجھایا۔ ایسے ہی لوگوں کی کثرت تھی جب

آفتابِ رسالتؐ بظاہر غروب ہوا، قرآن کی اکثر آیتوں کیلئے ذہن حسبِ منشاء تیار تھے۔ اور اعلان ہوا: ہمارے لئے قرآن اور سُنت کافی ہے۔ بظاہر یہ اعلان اہلِ اسلام کی زینت ہے لیکن وارثِ قرآن ہی جانتا ہے کہ یہ اعلان اللہ کی وہ گرفت ہے جس سے تا حشر فرار ممکن ہی نہیں۔

مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو خوارج سے مناظرہ کے لئے بھیجا اور ہدایت کی: اے ابنِ عباسؓ اُنکے خلاف قرآن سے دلائیل نہ دینا کیونکہ قرآن کی اکثر آیت پر کئی کئی توجیہات کا احتمال ہوتا ہے۔ تم کچھ کہوگے وہ کچھ کہینگے، بلکہ اے ابن عباسؓ ان پر سُنت سے اتمامِ حجت کرو۔ اس سے گریز کی اُنکو کوئی راہ نہ ملیگی۔

حاضرینِ مجلس! قرآن میں صفتوں کے آئینے میں علیؑ خود کو دیکھ رہے ہیں جو رکوع و سجود میں خیرات کرتے ہیں، اللہ انکو دوست رکھتا ہے۔ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَٰهُ فِىٓ إِمَامٍ مُّبِينٍ

ہمنے ہر شئے کا علم امامِ مُبین کو عطا کیا ہے۔

الَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا۟ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُهْتَدُونَ ۝

اے رسولؐ بشارت دے دو جو اپنی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں

انکا اللہ ان پر دُرود بھیجتا ہے۔
قرآن میں دُرود کی منزل پر مولا بشارت لے رہے ہیں.
اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا قائم مقرر کر دو۔

مَنْ کُنْتُ مولا فھٰذا علیؑ مولا

اعلانِ رسولؐ میں علیؑ حکمِ خدا و آیت قرآن ہیں۔ لیکن کہتے ہیں اے ابن عباسؓ قرآن سے دلیل نہ دینا، تم کچھ کہوگے وہ کچھ کہینگے۔ اور حاضرینِ مجلس زمانہ اس اعجازِ بیانی کا شاہد ہے۔ اب تک حرف لفظِ اہلبیتؑ پر اتفاق نہ ہو سکا۔

امیرالمومنین وارث قرآن ہیں، جانتے ہیں، ایک خوارج سے سُنّتِ رسولؐ پر اتمام حجت کے بعد ختمی مرتبت سُنّت کو کافی سمجھنے والے، اور بعدِ علی ابن ابیطالبؑ سنّت کی پیروی کرنے والے کیسے بے نقاب ہوئے۔

سُنّت کی پیروی کرنے والے ناکام ہیں، مورخ کی کوششیں ناکام ہیں، علیؑ کو دوشِ محمدؐ سے جُدا کر نہیں سکتے۔
اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ رسولؐ کے دُھنِ مُبارک سے جُدا کر نہیں سکتے۔ میں جسکا مولا علیؑ اُس کے مولا، گوشِ حجاج اور عرب کی پہاڑیوں سے چھین نہیں سکتے۔

اِس لئے کہا اے ابنِ عباس؛ سنّت سے اتمام حجت کرو۔ تم جانتے ہو ابھی اُن میں چشمِ دید گواہ موجود ہیں، اگر وہ انکار کرینگے تو ولائے ہو اُن پر، جو اپنے ہی مشاہدے کو جھٹلا دے۔ وہ انسان ہی نہیں وہ مسلمان نہیں۔ جو مُصلّے پر کھڑا ہو اور اپنے مشاہدے کو

جھٹلا دے، اپنی سماعت کو جھٹلا دے، اپنے ہی حواسِ خمسہ کی تردید کرے۔ بس لے ابن عباسؓ تم اتمام حجت کے لیئے جاؤ اور بتا دو سُنت ہی کی تجلی میں مسلمانوں کے عمل تاریک ہیں سنبھل جاؤ ورنہ سُنت کی گرفت بہت سخت ہے۔ قرآن تمہیں لاعلمی کی بنا پر پناہ دیتا ہے۔ لیکن سنتِ رسولؐ حواسِ خمسہ کی تکذیب کی سزا میں بے پناہی کے سپرد کر دیتی ہے۔ حواسِ خمسہ حق ہیں اور حق کی تردید جہل ہے۔ اور جسنے بالارادہ جہل اختیار کیا اُس نے ظلم کیا اور خُدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

دل کہتا ہے سُنتِ رسولؐ پر اتمام حُجت کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے رسول خُدا کا یہ قول بھی یاد دلایا ہوگا! علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ اگر تم نے علیؑ سے منھ موڑا تو عبادت سے محروم ہو جاؤ گے۔ عبادت سے محرومی جہنم کی راہ دکھاتی ہے۔ لیکن اس قلب پر کیا اثر ہوتا جس پر مُنافقت کی مُہر لگی ہو،

وہ مُنافقت جو جنگِ بدر سے شروع ہوئی اور میدانِ کربلا میں اپنے انجام تک آگئی۔ "آج ہمارے آبا و اجداد زندہ ہوتے تو دیکھتے ہم نے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے" یزید کے اِس ایک جملے نے یزید کے آبا و اجداد کو جس طرح بے نقاب کیا ہے اس کی مثال تاریخ میں کم ہی نظر آتی ہے۔ حکمِ خدا ہے: اے رسولؐ جنگ کرو کافروں سے اور مُنافقوں سے۔ حضورؐ نے کافروں سے جنگ کی مُنافقوں سے

جنگ شریکِ رسالتؐ کا حق ہے۔ اور یہ حق علیؑ اور اولادِ علیؑ نے ادا کر دیا۔ بارِ رسالتؐ لیئے امام حسینؑ بے یار و مددگار زمینِ کربلا میں کھڑے ہیں۔ جو ساتھ آئے تھے حقِ نصرتِ امام ادا کر کے بے گور و کفن جلتی ہوئی زمین پر سو رہے ہیں۔ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا کی صدا سے فضا میں تلاطم بپا ہے، کوئی نہیں جو حسینؑ کی مدد کو آئے عجب شانِ فتح ہے زخموں سے جسمِ مطہر فگار ہے۔ لیکن چہرے کے نور سے عالمِ اسلام میں سحر نمودار ہو رہی ہے۔ وقتِ عصر سجدۂ آخر کے لیے حسینؑ ابن علیؑ جانبِ نشیب چلے۔ نشیب کی زمین تا عرشِ بریں بلند ہوئی آوازِ حق آئی اے وعدۂ طفلی کو ادا کرنے والے اے مشیّت کے گوہرِ مقصود! جادۂ راہِ جور و ستم سے گذر طالب کی طلب مطلوب کی مشتاق ہے۔ واللہ کہ اے حسینؑ کارِ کردی۔

عزادارو! آج حسینِ مظلوم کا سوئم ہے، بہتر تن کا سوئم ہے۔ بعدِ امام حسینؑ جز بیکسی آلِ محمدؐ کا کوئی نہیں، آج سوئم ہے۔ اور بہتر لاشہائے شہدائے بے گور و کفن دشتِ نینوا میں محتاجِ کفن ہے۔ جلتی ہوئی زمینِ کرب و بلا اور لاشِ شہدا، جز بیکسی دُور دُور تک کوئی نہیں۔

وا محمدا کشتہ شد حسینؑ

لاشے نہیں عزیزوں کے مقتل میں ہر طرف
انٹھارہ ابنِ فاطمہؑ قربانِ حق کیئے
طوفاں میں پھنس گیا تھا سفینہ تو دین کا
کرب و بلا کے دشت میں دوزخ کی آگ سے

بکھرا دیئے قرآن کے پارے حسینؑ نے
موتی لٹا دیئے سارے کے سارے حسین نے
کشتی کو دیدیئے ہیں سہارے حسینؑ نے
اُمّت بچائی ظلم کے مارے حسینؑ نے

مرضی خدا کی لے لی مقدس امام نے
نذرانہ دے کے چاند ستارے حسینؑ نے

کائنات کی ہر شئے سر بسجود ہے اُس خلاقِ عالم کے سامنے جس نے کائنات کو خلق کیا۔" اور کائنات کی خلقت میں غور و فکر کیلئے عقل کو عدم سے وجود میں لایا۔ تاکہ نظامِ قدرت عقل کے ستون پر قائم رہے۔ اور آسمانی صحیفوں سے عقل کو رھبر منتخب کیا، اپنے پیغمبرؐ کو ہدایت کے لیے بھیجا۔ اور اپنے حتمی احکام کے لیئے قرآن کو قلبِ محمدؐ پر نازل کیا۔"

سورہ آلِعمران میں حکم ہے ہدایت ہے

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ج

جو ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور زمین و آسمان کی بناوٹ میں غور کرتے ہیں، اور اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

قرآن نے غور و فکر کو عبادت کہا ہے۔ اور اسی طرزِ فکر کی روشن مثال دعوتِ حق بنگئی۔ ہم ہر سال فہم و ادراک کی حاجت لیکر درِ امام عالیمقام پر گدائی کرتے ہیں۔ اور خود کو اپنے خالق سے قریب پاتے ہیں۔ درِ حسینؑ، فہم و ادراک۔ جود و سخا، رحم و کرم اور علمِ الٰہی جو کائنات پر محیط ہے۔ اپنے در پر آنے والے ہر کاسہ گدائی کے لئے کھلا ہے۔ جیسی طلب ویسی ہی عطا۔ آج ہم اسی

عرفانِ حق کے لئے مجلسِ حسینؑ میں جمع ہیں، یہ اسی مجلس کا اور ذکرِ حسینؑ کا فیض ہے کہ ہم عزادارانِ حسینؑ اپنے کردار سے بہت زیادہ شرمندہ نہیں۔ حسینؑ ابنِ علیؑ تک رسائی کے لئے قرآن کا واسطہ لازم ہے۔ آیتوں کی پناہ میں درِ ائمہ تک ھدایت لائی ہے۔ ورنہ کہاں منبرِ رسولؐ اور کہاں یہ ذرّہ حقیر۔

سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ

اسمیں شک نہیں کہ ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی عقلِ سلیم عطا کی تھی۔

ابراہیمؑ کے فہمِ سلیم نے رہبری کی، اور بتخانہ میں رہنے والا ذہن متلاشی تھا اس شئے کا جس کو فنا نہیں۔ ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَا اَکْبَرُ کی منزلیں طے کرتا ہوا ذہن اُس بلندی پر آگیا جسکی بلندی پایۂ عرش کو چھوتی ہے۔ فکر جب اِس مقام پر آجائے تو نبوت لبیک کہتی ہے۔

غور و فکر کی روشن مثال حضرت ابراہیمؑ فہمِ انسانی کی معراج ہیں۔ یہ وہ واحد پیغمبرؑ ہیں جنکی رسالت غور و فکر اور عرفانِ حق کا صلہ ہے۔ بیشک ہم نے ابراہیمؑ کو عقلِ سلیم پہلے ہی عطا کیا تھا۔ قرآن نے فکر کی ماہیت میں خیر کو اوّلیت عطا کی ہے۔ خیر کی پہچان کے لئے سورۂ ھود میں وضاحت ہوتی ہے: قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج

نوحؑ کس کی سفارش کر رہے ہو۔ تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں شامل نہیں۔ بیشک وہ گمراہ ہے۔

ظاہر ہوا رسالتؐ خیر ہے۔ اہل بھی وہی ہے جو خیر ہے۔ قربت کیسی بھی ہو اگر خیر نہیں تو رسالتؐ کیلئے پیغمبرِ خدا کے لئے۔ ایک بندۂ خدا ہے۔ اچھے بُرے عمل کا صلہ جزا دینا ہے نبوّت کی ذریت کی دلیل کے بعد حُکم ہوتا ہے۔

قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

مقامِ فکر ہے، دعوتِ ایمان ہے۔ حُکم ہوتا ہے اے انکو اے رسولؐ آپ نے قُربٰی کی مَوَدّت مانگو۔ درود وسلام ہے آلِ محمدؐ پر یہ آیت میزانِ ایمان بن کے آئی۔ یہ آیتیں کتنے دلوں میں ایمان بن کے رہیں، اسکی وضاحت کے لئے ارشادِ ربانی ہے:

کیا وہ لوگ جنکے دلوں میں نفاق ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں، کہ خدا اُنکے دل کے کینوں کو کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔

مشیّت گواہ ہے دلوں کے کینے کبھی ظاہر نہیں ہوتے اگر آیتِ مودّت نازل نہ ہوتی۔ یہ حکم روزہ نماز کی طرح واجب بن کے نہیں آیا بلکہ اُمّت کو اختیار ہے، رسولؐ کو اجرِ رسالتؐ

نے یاد کر دے ۔ بیشک یہ قرآن متقین کیلئے ہدایت ہے۔
حکم ہے اجرِ رسالتؐ مانگو اور اجر کی وضاحت کے لئے کہا،
یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ کی وارفتگی نے لامکاں کے لئے
مکان بناڈالا، تو ہم نے اسکا اجر یوں دیا کہ طوافِ حرم ہر مسلمان
کے لئے واجب ہے۔ تاکہ تم طاھر ہو جاؤ۔ پاک ہو جاؤ۔
یہ طریقہ اجر اللہ کا انتخاب ہے، کارِ رسالتؐ میں اجر کا
شعور ایک ہے، قرآنِ حکیم کسی پیش وپس سے متاثر نہیں ہے،
آیتِ مودّت میں خدا نے بندوں کو صاحبِ اختیار ظاہر
کردیا ہے۔ مانگو اجرِ رسالتؐ مانگو۔ دینے کا اختیار امت
کو ہے۔ یہی مسلمانوں کی آزمائش ہے۔ رسالتؐ جب طلب
کرے دیدو۔ ورنہ رسولؐ سے انحراف ہی جہنم کی وجہ تخلیق ہے۔
یہ مسلمان اجرِ رسالتؐ کیا دیتے ۔ جس نے قرآن کے تدبر
اور اس کے اعجاز کو سمجھا ہی نہیں ۔ جس طرح قرآن کی آئتیں ایک
دوسرے سے متصل ہیں اسی طرح ذریتِ محمدؐ بھی صفتوں میں صفحۂ
قرآن پر ایک دوسرے کا آئینہ بنی ہوئی ہیں ۔ یہ ایک سلسلہ ہے۔
نوح علیہ السّلام سے ختم نبوت تک، ذریتِ رسالتؐ اپنے گذشتہ
سے پیوست ہے منسلک ہے، یہ ایک سلسلہ ہے تا قائم آلِ
محمدؐ لیکن افسوس، حرص وہوس نے صفت کی پہچان چھین لی حکومت
کی پیاس خونِ حسینؑ کی پیاسی ہوگئی ۔
عزاداران حسینؑ ! ماہ محرم ہے ۔ یہ محرم ہمیں خون کے آنسو رلاتا
ہے ۔ سن ساٹھ میں یزید مکروفریب کی سپاہ کی مدد سے تخت نشین ہوا۔

حکومت کے استحکام کے لئے امام حسینؑ علیہ السلام کی بیعت لازم نظر آئی، تو مدینہ کا ہر دن ہر سولج نئے ظلم و ستم کی آگاہی، اور بیعت کے اصرار سے شرم سار طلوع ہوتا رہا۔

بالآخر اٹھائیس رجب کو مولا نے مدینہ چھوڑا، سختی کا سفر تھا۔ آفتاب کی تمازت قدموں سے لپٹ کر روکتی رہی، حسینؑ ابن علیؑ بڑھتے ہی چلے۔ ایک منزل پر شہادتِ حضرتِ مسلمؑ کی خبر ملی کوفیوں کی نیت ظاہر ہو چکی۔ مولا صاحبِ اختیار ہیں، اپنے کنبے کو لیکر کسی اور سمت جا سکتے ہیں، ابھی لشکرِ حُر مقابل نہیں۔ مہلت بہت ہے۔ لیکن! شہادتِ حضرتِ مسلمؑ نے منزل کو اور قریب کر دیا۔ خلیلِ کربلا واردِ نینوا ہوگئے۔

ثانیِ کوثر کے لال ہیں، دینِ اسلام کے لئے آبِ حیات لینے آئے ہیں دشتِ نینوا نورِ پنجتنؑ سے منور ہو گئی، خیمے لبِ فرات نصب ہو گئے۔ عباسؑ دلاور کو ترائی پسند آئی بھائی کی پسند پر حسینؑ تڑپ اُٹھے حضرت علی اکبرؑ کو صحرا کی فضا بھائی۔ امامؑ نے زمین خرید لی، زمین خرید کر بتایا شریعت کہتی ہے۔ قیمت ادا نہ ہو تو تربت جائز نہیں۔ یہ لاعلم کی موت نہیں۔ یہ جادۂ حق پر آرام گاہِ حسینؑ ابن علیؑ ہے۔

امامؑ عالیمقام نے قبیلۂ بنی اسد کو بلایا وصیت کی

چار تاریخ کربلا فوجِ یزید میں بھر گئی، خیامِ حسینیؑ دریا سے دور نصب ہو گئے۔ ترائی پر فوجِ یزید کے خیمے ظلم و ستم کا نشان بن گئے۔ صحرا ہو یا ترائی حجتِ خدا کے لئے سب برابر ہیں۔ اسلام کی بقا کے لئے گلزارِ محمدؐ کا پھول شوقِ شہادت میں کھلا جاتا ہے۔

تین دن کی پیاس بھی حق کی سپاہ کے پائے سباط کو چوم کر گذر گئی، لبِ فرات گذر گئی۔ پسِ جھولۂ بے شیرؑ گذر گئی۔ سرِ مقتل گذر گئی؛

آج بارہ محرم ہے۔ کربلا میں گذرے ہوئے وقت کا نشان باقی ہے جلے ہوئے خیام سے اُٹھتا ہوا دھواں باقی ہے، کانوں کا لہو باقی ہے، طوق وسلاسل کی صداء بازگشت باقی ہے.....

سلام

شبیرؑ کربلا کا جنگل بسا رہے ہیں
اُس سرزمیں کو مولا جنت بنا رہے ہیں

کس کس کے خوں سے مقتل گلگوں قبا بنے گا
اکبرؑ کو لا رہے ہیں اصغرؑ کو لا رہے ہیں

ظلم وستم کی دُنیا ایسی مثال بتلا
اصغرؑ نے تیر کھایا اور مسکرا رہے ہیں

سب پی رہے ہیں پانی آلِ نبیؐ ہیں پیاسے
کوثر کے ساقی رن پیاسے ہی جا رہے ہیں

کچھ ظلم کی بھی حد ہے اے اہلِ شام و کوفہ
سجدے میں ہیں نمازی اور تیر آ رہے ہیں

خود مٹ کے ڈوبنے سے اسلام کو بچایا
ساحل پہ یہ سفینہ مولا لگا رہے ہیں

عباسؑ سا برادر اسلام پر نچھاور
صبر و رضا کی حد کو آقا دکھا رہے ہیں

گھر لوٹ کر نبیؐ کا اعدائے دینِ برحق
سردارِ انبیاءؐ کی مسند جلا رہے ہیں

گھوڑے سے گر رہے ہیں مولا مرے مقدس
ایماں کا رکنِ اعظم ظالم گرا رہے ہیں

امامت منصوص من اللہ ہے۔ قرآن گواہ ہے۔ حدیث گواہ ہے۔ صبرِ حسینؑ گواہ، کربلائے معلیٰ گواہ، آج محرم کی بارہ تاریخ ہے۔ جنابِ زینبؑ اسیر ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ محرم الحرام کی دوسری تاریخ امام حسین علیہ السلام واردِ کربلا ہوئے، کوفیوں نے بڑی منتوں سے بلایا تھا۔ ساتھ میں اہلبیتؑ اطہار تھے، رفقاء تھے، انصار تھے۔ کم و بیش سات سو افراد شاملِ حسینؑ تھے۔ یہ تعداد وہ نہ تھی جو حملہ آور کہی جائے اور یہ تعداد وہ بھی نہ تھی جسے تمہیدِ شکست کہا جائے۔

دو تاریخ سے چار تاریخ تک امامؑ لبِ فرات ذکرِ ربّ میں مصروف رہے، پھر یہ جگہ لشکرِ یزید سے بدل گئی اور امامِ عالیمقام نے صبر کی پہلی منزل پر غیض علمدار کو دوشِ امامت پر اٹھا لیا۔ خیمے دریا سے دور تپتی ہوئی ریت پر نصب ہو گئے، بچے شدتِ تپش سے کملانے لگے۔ رفقاء اور انصار پر سراسیمگی چھا گئی۔ سات تاریخ تک ابن زیاد امام سے طلب بیعت کی سعی ناکام کرتا رہا۔ ادھر امام عالی مقام ادھر بندۂ ذلیل آخر ش اہلبیتؑ پر پانی بند ہو گیا، اور خیموں سے العطش کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اٹھارہ بنی ہاشم اور رفقائے حسینؑ بارگاہِ خداوندی میں سربسجود تھے۔ انصار حیران تھے کہ یہ پیاس

کی شدت کب تک، حسینؑ کیوں خاموش ہیں، علمدار دریا کیوں نہیں چھین لیتا۔ لیکن امام کو جنگ کب منظور تھی۔ اگر جنگ منظور ہوتی تو چار تاریخ جنگ لازمی تھی۔ جبکہ نہ بھوک تھی نہ پیاس طبیعت مطمئن تھی، قبضہ پر گرفت مضبوط تھی، اگر ادھر فوج یزید جنگِ بدر کے کفاروں سے زیادہ تھی تو ادھر اہلِ ایمان بھی اُن سے کم نہ تھے۔ پھر مدینہ امامؑ سے دور نہ ہوتا۔

آخر نو کا دن تمام ہوا شب آئی امامؑ نے اپنے اقرباء رفقاء اور انصار کو یکجا کیا، خطبہ دیا، اور چراغ بجھا دیا۔ اب صرف بہتر ۷۲ تھے۔ حسینؑ مسکرائے، خیمے میں آئے، اور کہا زینبؑ محضر شہادت پر جو دستخط ہوئے تھے شکر خدا وہ وقت آپہنچا اب تم سے تمہارا بھائی، تمہارا امامؑ رخصت ہوتا ہے:۔

شامِ غریباں

سلام کشتۂ تیغ جفا ہزار سلام
سلام سبطِ جنابِ محمدِ عربی

سلام فدیۂ راہِ خدا ہزار سلام
سلام نورِ نگاہ و سکونِ قلبِ علیؑ

سلام سب کا حسینؑ آپ پر اخی حسنؑ
بقولِ خواجہ تو اب تم ہو بانیٔ اسلام

تمہارے ساتھ ہوئی ختم ذاتِ پنجتنؑ
سلام تم پہ ابد تک مرے غریب امام

سلام تجھ پہ ہوں لاکھوں ہی سیدالشہدا
سلام نانا کی امت کے پاسبان شبیرؑ

سلام تجھ پہ ہوں لاکھوں بنائے دینِ خدا
نثار تیرے مصائب پہ دو جہاں شبیرؑ

سلام تجھ پہ بھرا گھر اجڑ گیا تیرا
سلام ننھا سا اصغرؑ بھی مر گیا تیرا

سلام تجھ پہ تو عاشور کو پیاسا تھا
سلام تجھ پہ محمدؐ کا تو نواسہ تھا

سلام سجدے میں سر تیرا شمرؔ نے کاٹا
سلام تیری شہادت پہ خون تک برسا

سلام جھکتے ہیں دل تیری سمت آپ سے آپ
شہید باپ کے بیٹے شہید بیٹوں کے باپ

حسینؑ سوتے ہوؤں کو جگا کے سوئے ہو
بھنور سے کشتیٔ امت بچا کے سوئے ہو

عجیب سانحہ تیرا ہے سیدِ مظلوم
کہ جس سے ہوتی ہے فطرت بھی خود بخود مغموم

ہر اک دل اسی جانب جھکا دیا تم نے
بسا کے کربلا کعبہ بنا دیا تم نے

سیاہ پوش ہے کعبہ تمہارے ماتم میں
خدا کا گھر بنا ماتم کدہ ترے غم میں

وہ تم ہو جس کا بھرا گھر قضا نے لوٹ لیا
وہ عصر تک جسے اہلِ دغا نے لوٹ لیا

نثار کر دیئے امت پہ یاور و انصار
وفائے عہد کی حد کر دی صادق الاقرار

شہید عونؑ و محمدؑ سے سیمتن بھی ہوئے
شہید حضرت قاسمؑ سے گلبدن بھی ہوئے
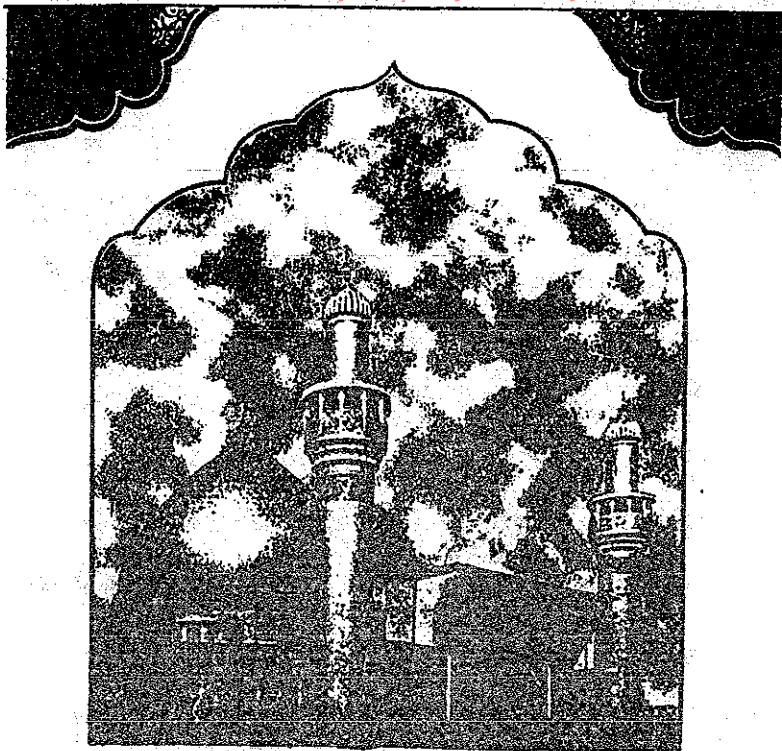
یہ ایصالِ ثواب کی مجلس ہے۔ اُس مؤمن کے لئے جس نے اپنی زندگی میں جو کچھ بھی چاہا، اپنے رَبّ سے بتصدّقِ محمّد و آلِ محمّد چاہا۔

خوشا نصیب اُنکے جنکا چہلم اِمام زین العابدین علیہ السّلام کے چہلم کے زیرِ سایہ ہو۔

چند جملے بارگاہِ امامت میں عقیدتاً پیش کرنے کی تمنّا میں حاضر ہوا ہوں، ورنہ ذاکری کی جسارت میری کم مائیگی کبھی نہ کرتی۔

تمام حمد اُسکے لئے ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جانیں ہیں اور جس نے انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے۔ بیشک اللہ صاحبِ حکمت ہے۔ ورنہ ابلیسؔ یہ نہ کہتا کہ میں راہِ مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ اور تو دیکھے گا۔ کتنے بندے تیرا شکر ادا کرتے ہیں

ایّامِ عزا کے چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ آج حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے چہلم کی تاریخ ہے۔ علیؑ

ابن الحسینؑ وہ مظلوم ہیں، جو بیمارِ کربلا ہیں۔ اسیرِ زندانِ شام ہیں۔ رسن بستہ ماں بہنوں کے قافلہ سالار ہیں۔ بے گور و کفن عزیزوں کے مظلومی کے شاہد ہیں۔ دنیا کی وہ کونسی مصیبت تھی جو مقابل نہ تھی۔ یہ وہی آدمؑ ہے جس کو ابلیس نہ پہچان سکا۔ فوجِ حسینیؑ کا یہ وہ مجاہد ہے۔ صبر جسکی ڈھال شکر جس کی ذوالفقار سی تلوار، عبادت جسکی زرہ وہ جنگ کی کربلا سے شام تک کہ یزیدیت ایک دشنام بن کر رہ گئی۔ امامت کو قرآن سے الگ کرنے والے اس آیت کی تلاوت کریں جس میں خود قرآن راوی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

اے رسولؐ خوشخبری دیدو جو اپنی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ اور عبادت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ کہدو انکا پروردگار ان پر درود بھیجتا ہے۔

سوال ہے اہلِ ایمان سے! انبیاؑ تو رسولؐ سے پہلے

گزرے ہیں۔ رسولؐ نے خوشخبری کس کو دی؟ مصیبتیں کہاں آئیں؟ کس کے گلے میں رسن بندھی؟ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر وہ کون ہے جو کہہ رہا ہے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

رِضًا بِقَضَائِہٖ تَسْلِیْمًا لِاَمْرِہٖ۔

وہ کون ہے جو زیرِ خنجر سجدۂ آخر ادا کر رہا ہے۔ بعدِ شہادتِ امام حسینؑ اب صرف عابدِ بیمار ہیں اور سجادِؑ رسولؐ ظالموں کا اژدہام ہے۔ اور ایک صابر۔ ظلم کی انتہا ہے۔ اور ایک شاکر یہ وہ صابر ابن صابر، امام ابن امام ہیں جسکے صبر و شکر اور عبادت پر ربّ العالمین درود بھیج رہا ہے۔ یہی تو وہ صاحب ایمان ہیں جنکی قرآن بشارت دے رہا ہے۔
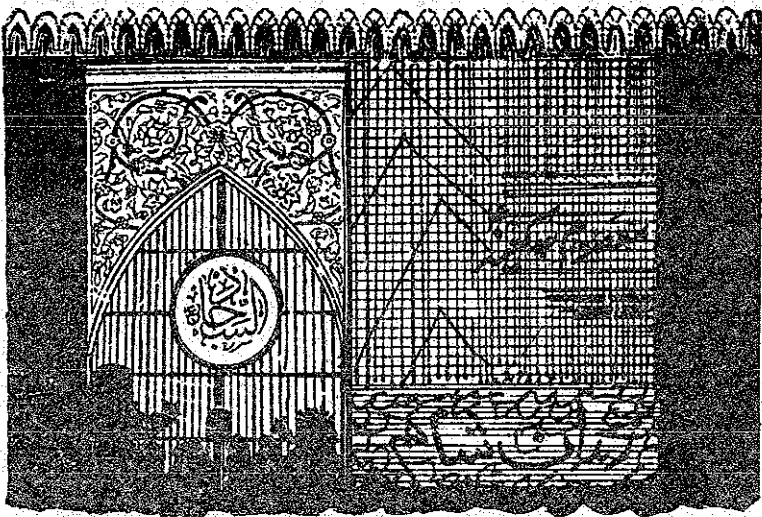
الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

بیشک یہ اللہ کی کتاب ہے، شک نہیں ! یہ متقین کیلئے ھدایت ہے۔

قرآن نور ہے، ازل کے مفہوم کا محرم، ابد کی تکمیل سے باخبر آدمؑ سے ختمِ نبوت تک، ہر نبیؑ کے ساتھ معجزہ صفحۂ قرآن پر روشن ہے۔
کتابِ خدا اور نزولِ نبوت ایک علم ہے۔ اور علم نام ہے کسی شئے کی ماہیت کو جان لینے کا، عدم کا علم ہو یا وجود کا علم الادیان، ہو یا علم الابدان
قرآنِ ثانی، نہج البلاغہ میں ارشاد ہوا: دیکھو! علم الادیان اور علم الابدان دو علم ایسے ہیں، جسکی انتہا حد کے اندر محدود نہیں۔ یہ دونوں علم ایک جان ہیں، تم ہی سے وابستہ ہیں، ایک جسم ہے، اور علم کے دو راستے۔
مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔
جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔
اے اشرف المخلوقات اپنے شرف کی ماہیت کو سمجھ لے!!
دینِ اسلام وحدانیت کا قائل ہے۔ بات بات پر بدعت کا گمان؟ شرک کا ڈر ہے۔ خدا کی وحدانیت کو سمجھتے ہیں، تو معراجِ نبیؐ فہم و ادراک سے باہر ہے عقل حیران ہے مگر معراج پر یقین ہے۔ کائنات کی وسعت میں نہ پستی ہے نہ بلندی، معراج جسمانی ہو یا روحانی سمت لازم ہے"

نہج البلاغہ میں ارشاد ہوا:
ساری حمد اس خدا کیلئے سزاوار ہے جسکی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں اور شمار کرنیوالے جسکی نعمتیں شمار نہیں کر سکتے۔ اور کوشش کرنیوالے اسکا حق ادا نہیں کر سکتے۔ دین کی بنیاد خدا کی معرفت ہے اور کمالِ معرفت اُسکی تصدیق ہے۔ اور اُسکی تصدیق کا کمال اُسے واحد و یکتا جاننا ہے۔
اور جس نے اسکو نہیں پہچانا اس نے اُسے اشارہ کے لائق سمجھا، اور جس نے اُسکی طرف اشارہ کیا اُس نے اُسے محدود کر دیا۔ اور جس نے یہ پوچھا خدا کس چیز پر ہے۔ تو اُس نے دوسرے مقام کو اس سے خالی سمجھا۔
مولائے کائنات کے خطبہ کی تجلّی میں معراج معجزہ ہے!

احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبیوں کی طرح ظاہری طور پر معجزہ کے لئے نہیں آئے۔ آگ گلزار نہیں بنی، بیماروں کی شفاء عیسیٰؑ روح اللہ ہی کا حق رہی۔ صرف تین معجزے اللہ نے اپنے حبیب کو عطا کئے:
قرآنِ حکیم۔ معراج۔ اور نفسِ رسولؐ علی ابن ابیطالبؑ کی رفاقت۔
قرآن راوی ہے۔ کہ جتنے بھی پیغمبر آئے دینِ اسلام کیلئے آئے۔ اسلام ایک ہی دین ہے۔ جسکی تبلیغ ہر نبی کے معجزے کے ساتھ مدارج طے کرتی رہی!!
حضرتِ داؤد علیہ السّلام نے لوہا موم کر دکھایا تو آنکھیں معترف ہو کے جھک گئیں۔ حضرت سلیمان کی شاہی دیکھی تو تخت رواں دیکھ کے ایمان لے آئے
حضرت ابراہیمؑ آگ میں کود پڑے۔ تو آگ گلزار ہو گئی۔ قبلِ ختمی مرتبت عقل مشاہدے تک محدود تھی، مشاہدے کے بعد راہِ فرار کہاں۔ یہ آسانیاں تھیں۔
اسلام کی ابتدائی منزلوں میں، ایمان لانے والوں کیلئے، پھر موسیٰ کلیم اللہ آئے، اور کہا! کوہِ طور ہے، میرا رب ہے۔ اور میں ہوں، کوہِ طور

معراجِ نبیؐ کی بشارت تھی، کوہِ طور وہ منزل ہے جہاں معراج کی ذہنی تربیت کا پہلا باب کھلا، اللہ نے ایک جگہ مخصوص کرلی تھی خصوصیت دینے میں، وہ قادر ہے، صاحبِ حکمت ہے۔ کوہِ طور کی بلندی اس وقت شعور کی انتہا ہے،

اور جب عبد المطلب کا دور آیا۔ تو علم وجود سے خیال میں، خیال سے ہندسوں اور لفظوں میں منزلیں طے کر رہا تھا، خیال آراستہ ہوا، الفاظ خیالات کی ترجمانی کرنے لگے۔ تو اسلام اپنی انتہائی اہم اور آخری منزل میں آشکار ہوا، قلبِ محمدؐ پر قرآن کا نزول!! الفاظ کی زیبائش اور حدِ خیال تک تو مان لیا، لیکن یہ یقین کیسے کریں کہ قرآن اَللّٰہ کا کلام ہے؟ عقل تھی شعور نہ تھا، پرواز کے لئے خیال تھا، لیکن وسعت کا تصوّر سطحِ زمین تک محدود تھا، کوہِ طور کی بلندی تک رک جانے والا ذہن معراجِ محمدیؐ کو کیا سمجھے؟

رسولِ خداؐ کو معجزہ عطا ہوا، قرآنؐ، معراج اور علیؑ عقدہ کشا، ہر معجزہ کا یہ اپنا اعجاز ہے، کہ ایک کو سمجھے بغیر، آپ دوسرے کو نہیں سمجھ سکتے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے، اسکی شہادت علیؑ معجز نما ہیں،

معراج معجزہ ہے، اسکی شہادت قرآن و علی ہیں؛

علیؑ معجزہ ہیں، اسکی شہادت قرآن اور معراجِ رسولؐ ہے؛

دورِ محمدیؐ میں تین معجزوں کیساتھ دینِ اسلام! بحرِ علم میں آگیا جہاں ہر شئے کا علم اپنی ماہیت کیساتھ آسمانِ علم پر روشن ستاروں کی مانند نظروں کے سامنے تو ہے۔ لیکن سارے ستاروں کے علم کا احاطہ اگر ذہنِ انسانی کرلے تو وہ بندہ نہیں ع

یا محمدؐ ہے یا نصیری کا خدا

درود و سلام ہو اس صاحبِ علم و عمل پر! جو محرمِ معراجِ محمدؐ ہے جسکی

گفتگو قرآن کی تفسیریں، جسکا ہر قدم اعجازِ قرآن جسکی قوّت، قوتِ خدا!!
آہ اسی صاحبِ علم وعمل کا گھر حق کی راہ میں روزِ عاشورہ دشتِ کربلا میں اُجڑ گیا۔ محرّم کی دو تاریخ امام حُسینؑ علیہ السّلام واردِ کربلا ہوئے۔ چار تاریخ نرغۂ اعداء میں گھر گئے۔ ساتویں سے پانی بند ہو گیا۔ ایک شب کی مُہلت لی۔ ساری رات عبادت میں گذار دی، صبح کی آذان ہوئی، اور جنگ شروع ہو گئی ایک کے بعد ایک ناصرانِ امامؑ فدیۂ حق ہوئے۔
وہ کون سی مصیبت تھی جو آلِ محمّدؐ سے شرمندہ نہیں وقتِ عصر نشیب کی زمین تا خلدِ بریں بلند ہوئی، اور حقِ بندگی حُسینؑ نے ادا کر دیا۔۔

وامحمدا کشتہ شد حسینؑ
وامصیبتا کشتہ شد حسینؑ

زیارتِ اربعین کے فضائل

حضرت امام جعفر صادق ؑ نے صفوان ابنِ مہران سے فرمایا کہ روزِ اربعین جس وقت آفتاب بلند ہو جائے اُس وقت یہ زیارت امام حسین علیہ السلام پڑھنی چاہیے۔

اربعین بیسویں صفر کو کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اربعین کے معنی چالیس کے ہیں اور بیسویں صفر کو روزِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام یعنی (روزِ عاشورہ) سے چالیس روز پورے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے روزِ اربعین زیارتِ اربعین پڑھنا مستحب ہے۔

اور سنّتِ ائمہؑ ہے۔ گیارہویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے اس کو مومن کی پانچ علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی قرار دی ہے کہ وہ زیارتِ اربعین روز پڑھتا ہو۔

زیارت اربعین

اَلسَّلاَمُ عَلٰی وَلِیِّ اللّٰہِ وَحَبِیْبِہٖ اَلسَّلاَمُ

سلام ہو اللہ کے ولی پر اور اس کے حبیب پر۔ سلام ہو

عَلٰی خَلِیْلِ اللّٰہِ وَنَجِیْبِہٖ اَلسَّلاَمُ عَلٰی

اللہ کے خلیل پر اور ان کے برگزیدہ پر۔ سلام ہو

صَفِیِّ اللّٰہِ وَابْنِ صَفِیِّہٖ اَلسَّلاَمُ عَلَی

برگزیدۂ خدا پر اور برگزیدہ کے فرزند پر۔ سلام ہو

الْحُسَیْنِ الْمَظْلُوْمِ الشَّہِیْدِ اَلسَّلاَمُ عَلٰی

حسین مظلوم شہید پر سلام ہو

اَسِیْرِ الْکُرُبَاتِ وَقَتِیْلِ الْعَبَرَاتِ اَللّٰھُمَّ

گرفتارِ مصائب پر اور اس پر جس کو آنسو بہانے کی بھی مہلت نہ ملی خدایا

اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّہٗ وَلِیُّکَ وَابْنُ وَلِیِّکَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (حسینؑ) تیرے دوست ہیں اور تیرے دوست کے فرزند ہیں

وَصَفِيِّكَ وَابْنُ صَفِيِّكَ الْفَائِزُ بِكَرَامَتِكَ

اور تیرے برگزیدہ اور تیرے برگزیدہ کے فرزند ہیں تیری عزت افزائی پر

اَكْرَمْتَهُ بِالشَّهَادَةِ وَحَبَوْتَهُ بِالسَّعَادَةِ

فائز ہیں تو نے ان کے مرتبہ کو شہادت کی وجہ سے بلند کیا اور ان کو سعادت عطا فرمائی

وَاجْتَبَيْتَهُ بِطِيبِ الْوِلَادَةِ وَجَعَلْتَهُ

اور تو نے ان کو مخصوص کیا پاکیزگی نسب کے ساتھ اور تو نے

سَيِّدًا مِنَ السَّادَةِ وَقَائِدًا مِنَ الْقَادَةِ

سرداروں میں سے ایک سردار ان کو بنایا اور پیشواؤں میں سے ایک پیشوا

وَذَائِدًا مِنَ الذَّادَةِ وَاَعْطَيْتَهُ مَوَارِيثَ

اور محافظوں میں سے ایک محافظ اور انبیاء کی میراث عطا فرمائی

الْاَنْبِيَاءِ وَجَعَلْتَهُ حُجَّةً عَلٰى خَلْقِكَ مِنَ

اور تو نے ان کو اوصیاء میں سے ایک وصی بنا کر خلق پر حجت قرار دیا

الْاَوْصِيَاءِ فَاَعْذَرَ فِي الدُّعَاءِ وَمَنَحَ

پس انہوں نے دعوتِ اسلام میں کوئی گنجائش نہیں چھوڑی

النُّصْحَ وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ

اور نصیحت کی تکمیل کی اور تیری راہ میں اپنی جان دیدی تاکہ تیرے

عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلَالَةِ

بندے جہالت اور گمراہی کے پھندے سے آزاد ہو جائیں اور آپس

وَقَدْ تَوَازَرَ عَلَيْهِ مَنْ غَرَّتْهُ الدُّنْيَا

میں متفق ہو کر دنیا پر مغرور ہو جانے والوں نے شورش برپا کی اور جو اُن

وَبَاعَ حَظَّهُ بِالْاَرْذَلِ الْاَدْنٰى وَشَرٰى

کو حصّہ ملا تھا (اسلام کا حصہ) اس کو نہایت ذلیل اور ادنیٰ قیمت

اٰخِرَتَهُ بِالثَّمَنِ الْاَوْكَسِ وَتَغَطْرَسَ وَ

پر فروخت کر دیا اور آخرت کو کھوٹے داموں بیچا اور سرکشی کی اور

تَرَدّٰى فِيْ هَوَاهُ وَاَسْخَطَكَ وَاَسْخَطَ

ہلاک ہو گئے اپنی خواہش نفسانی میں۔ اور تجھ کو ناراض کیا اور تیرے

نَبِيَّكَ وَاَطَاعَ مِنْ عِبَادِكَ اَهْلَ

نبی کو ناراض کیا۔ اور اطاعت کی تیرے بندوں میں سے اُن کی جو

الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَحَمَلَةَ الْاَوْزَارِ

نافرمان اور منافق ہیں اور گناہوں کے بار اُٹھائے ہوئے

الْمُسْتَوْجِبِيْنَ لِلنَّارِ فَجَاهَدَهُمْ فِيْكَ

جہنم کے مستحق ہیں (لاکن حجت خدا نے) تیرے بارے میں ان سے جہاد کیا محض تیری

صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتّٰى سُفِكَ فِیْ طَاعَتِكَ

خواہش کیلئے نہایت صبر کے ساتھ یہانتک کہ تیری اطاعت میں ان کا خون بہایا

دَمُهٗ وَاسْتُبِيْحَ حَرِيْمُهٗ اَللّٰهُمَّ فَالْعَنْهُمْ

گیا اور اسکی حرمت برباد کر دی گئی اے اللہ ! پس تو ان سب پر

لَعْنًا وَبِيْلًا وَعَذِّبْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

لعنت کر اور دردناک عذاب کر۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول اللہ سلام ہو

عَلَيْكَ يَا ابْنَ سَيِّدِ الْاَوْصِيَاءِ اَشْهَدُ

آپ پر اے فرزند سید الاوصیاء (فرزند علیؑ) میں گواہی دیتا ہوں

اَنَّكَ اَمِيْنُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمِيْنِهٖ عِشْتَ

کہ آپ اللہ کے امین ہیں اور فرزند ہیں اللہ کے امین اور معتمد کے

سَعِيْدًا وَمَضَيْتَ فَقِيْدًا مَظْلُوْمًا شَهِيْدًا

آپ کی زندگی۔ اور آپ کی موت سے آپ کی جگہ خالی ہو گئی موت بھی

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ مُنْجِزٌ لَكَ مَا

مظلومی اور شہادت کی ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے جو وعدہ آپ سے کیا وہ اسکو

وَعَدَكَ وَمُهْلِكٌ مَنْ خَذَلَكَ وَمُعَذِّبٌ

ضرور پورا کریگا اور جن لوگوں نے آپ کا ساتھ نہیں دیا ان کو ہلاک کریگا اور آپکے

مَنْ قَتَلَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَفَيْتَ بِعَهْدِ

قاتلوں پر عذاب کرے گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا جو

اللّٰهِ وَجَاهَدْتَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى

اللہ سے کیا تھا۔ اور آپ نے جہاد کیا اللہ کے لیے تا اینکہ آپ کو

اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ

موت آگئی۔ پس اللہ کی لعنت ہو ان پر جنھوں نے آپ

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ظَلَمَكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ

کو قتل کیا اور لعنت ہو اللہ کی ان پر جنھوں نے آپ پر مظالم ڈھائے اور

اُمَّةً سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَرَضِيَتْ بِهٖ

اس قوم پر لعنت ہو اللہ کی جو آپ کے قتل کو سنکر راضی ہوئے

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُشْهِدُكَ اَنِّىْ وَلِىٌّ لِمَنْ

یا اللہ میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اُن کے (حسینؑ کے) دوست کا دوست

وَالَاهُ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاهُ بِاَبِىْ اَنْتَ

اور ان کے دشمن کا دشمن ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں

وَ اُمِّی یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّكَ
اے فرزندِ رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ
كُنْتَ نُوْرًا فِي الْاَصْلَابِ الشَّامِخَةِ
نور تھے بلند مرتبہ حضرات کی پشتوں (اصلاب) میں
وَ الْاَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ لَمْ تُنَجِّسْكَ
اور ارحامِ پاک و پاکیزہ میں ۔ نجاستِ جاہلیت نے آپ کو قطعًا
الْجَاهِلِيَّةُ بِاَنْجَاسِهَا وَ لَمْ تُلْبِسْكَ مِنْ
چھوا بھی نہیں اور نہ جہالت کے تاریک اور گندے اور میلے
مُدْلَهِمَّاتِ ثِيَابِهَا وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ
لباس کا آپ پر سایہ آپ کے نورانی جسم پر پڑا ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں
مِنْ دَعَائِمِ الدِّيْنِ وَ اَرْكَانِ الْمُسْلِمِيْنَ
کہ آپ ارکانِ دین میں سے ہیں اور مسلمانوں کے لیے ستون اور
وَ مَعْقِلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ الْاِمَامُ
مومنوں کے لیے جائے پناہ ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امام
الْبَرُّ التَّقِيُّ الرَّضِيُّ الزَّكِيُّ الْهَادِي الْمَهْدِيُّ
نیک کردار ، متقی ، پسندیدہ و پاکیزہ لوگوں کو ہدایت کرنیوالے خود ہدایت یافتہ

وَاَشْهَدُ اَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِكَ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جملہ آئمہ آپ کی اولاد سے ہیں جو خود متقی ہیں۔

كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَاَعْلَامُ الْهُدٰى

ہیں اور ہدایت کا نشان ہیں

وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَالْحُجَّةُ عَلٰى اَهْلِ

اور مضبوط رسّی ہیں۔ اور اہل دنیا پر اللہ کی حجت

الدُّنْيَا وَاَشْهَدُ اَنِّيْ بِكُمْ مُؤْمِنٌ

ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات پر اپنے دل سے

وَبِاِيَابِكُمْ مُوْقِنٌ بِشَرَائِعِ دِيْنِيْ وَخَوَاتِيْمِ

اور آپ حضرات کی رجعت (دوبارہ واپسی دنیا میں) پر بھی گواہی دیتا ہوں

عَمَلِيْ وَقَلْبِيْ لِقَلْبِكُمْ سِلْمٌ وَاَمْرِيْ

اور مجھے یقین بھی ہے۔ احکامِ دینی اور اعمالِ نیک کے ساتھ اور میرا دل آپ حضرات

لِاَمْرِكُمْ مُتَّبِعٌ وَنُصْرَتِيْ لَكُمْ مُعَدَّةٌ

کے دل کے موافق اور میرے اُمور سب آپ کے تابع، میری امداد و نصرت

حَتّٰى يَاْذَنَ اللّٰهُ لَكُمْ فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ

آپ حضرات کیلئے تیار ہے اس وقت کیلئے جب آپ حضرات کو اللہ کی اجازت ہو میں آپکے ساتھ ہوں

لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ

نہ آپ دشمنوں کے ساتھ۔ خدا کی رحمت ہو آپ سب پر اور

عَلٰى اَرْوَاحِكُمْ وَاَجْسَادِكُمْ وَشَاهِدِكُمْ

آپ سب کی روحوں اور بدنوں (اجسام) پر اور حاضر اور

وَغَائِبِكُمْ وَظَاهِرِكُمْ وَبَاطِنِكُمْ اٰمِيْنَ

غائب اور ظاہر اور پوشیدہ سب پر قبول

يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

فرما اے عالمین کے پروردگار

نوٹ :۔ جو شخص روزِ عاشورا اور روزِ اربعین کے علاوہ دوسرے ایام میں زیارت پڑھے تو بہتر ہے کہ زیارت مسوطہ پڑھے اور وہ یہ ہے :

زیارتِ مبسوطہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اٰدَمَ صِفْوَةِ

سلام ہو آپ پر اے وارث آدمؑ برگزیدہ خدا

ظَلَمَتْكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً سَمِعَتْ

جس نے آپ پر ظلم کیا اور اللہ لعنت کرے اُس قوم پر کہ جس نے آپ کے تمام

بِذٰلِكَ فَرَضِيَتْ بِهٖ •

مصائب ظلم و ستم کو سنا اور اس پر وہ راضی ہوا۔

زیارت جملہ شہدائے کربلا علیہم السّلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ وَاَحِبَّائَهٗ

سلام ہو آپ سب پر اے اللہ کے دوستو! اور اس کے چاہنے والو!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَصْفِيَاءَ اللّٰهِ وَاَوِدَّائَهٗ

(اللہ کے پیارو!) سلام ہو آپ سب پر اے اللہ کے منتخب اور خاص بندو!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ دِيْنِ اللّٰهِ

سلام ہو آپ پر اے دینِ خدا کی مدد کرنے والو!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ سب پر اے رسول اللہ کی مدد کرنیوالو! سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ

آپ سب پر اے امیرالمومنین کی مدد کرنے والو! سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَيِّدَةِ

آپ سب پر اے مدد کرنیوالو ! فاطمۃ الزہرا دونوں جہان کی عورتوں

نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ

کی سردار کی ۔ سلام ہو آپ سب پر اے خیرخواہانِ ابی محمد

اَبِيْ مُحَمَّدٍ نِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الزَّكِيِّ

حسن بن علی زکی ، ناصح اور امین ۔

النَّاصِحِ الْاَمِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ

سلام ہو آپ سب پر اے انصارِ

اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ طِبْتُمْ وَ

ابی عبداللہ (حسینؑ) میرے باپ اور ماں تم سب پر

طَابَتِ الْاَرْضُ الَّتِيْ فِيْهَا دُفِنْتُمْ وَ

فدا ہوں آپ سب پاکیزہ ہو گئے اور جس زمین میں تم سب دفن

فُزْتُمْ فَوْزًا عَظِيْمًا فَيَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ

ہوئے وہ بھی پاکیزہ ہو گئی اور آپ سب بلند درجات پر پہونچ گئے اے کاش

مَعَكُمْ فَاَفُوْزَ مَعَكُمْ

میں بھی آپ حضرات کے ساتھ ہوتا اور بلند درجات پر فائز ہوتا ۔

خلقت انا و علی من نور واحد
قال الرسول الکریم (ص)

تخلیقِ کائنات

ارشاد ہوا

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ

فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ

بیشک تمہارا پروردگار وہ خدا ہی ہے۔ جس نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور عرش پر آمادہ ہوا۔

یہ مجلسِ حسین ہے ذکرِ حسین، ذکرِ خدا و رسول سے منور ہے۔ ساری حمد اس خدا کے لئے جو رحمان ہے، رحیم ہے، بے نیاز ہے، یکتا ہے، لاریب، خدا محتاجِ تعرف نہیں۔ اُسکی یکتائی کی مثال شرک ہے۔ وہ خالق ہے خالقِ ازل ہے۔ اَبد اسکی حدِ قدرت میں محدود ہے۔ اللہ نے وجود کو خلق کیا اور عدم کے وجود کا خالق ہے۔ جو شئے عدم میں ہے کُن کی محتاج ہے "کُن فیکُون" کے مدارج فکرِ انسانی کیلئے ناقابلِ فہم ہیں۔ لیکن خلاقِ عالم جانتا ہے۔ عدم میں تھا تو کیا تھا وجود میں ہے تو کیا ہے؟ وجود کی ہیت ظاہری کیا ہے اور عدم کی ماہیتِ باطنی کیا ہے؟ جب کائنات خلق ہوئی، مخلوق نے

خالق کا تصور اپنی حیات کیساتھ پایا۔ خدا کسی کو خود سے بے خبر نہیں رکھتا۔ لیکن زمانے کی فکر اُس حد تک وسیع ہوتی ہے جتنا مشیت کی رضا ہے۔

فکر ایک عطیہء خدا ہے۔ انسانیت کا نور ہے۔ اسکی الگ الگ حیات ہے اسکی ارتقائی منزلیں مقرر ہیں۔ یہ سب لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے۔ پیغمبر آتے رہے، روشنی بڑھتی گئی، تاریکی واضح ہوتی رہی اور خدا کا تصور بعید ہوتا گیا۔ قرآن نے کہا عیسیٰ کو خدا کا بیٹا نہ کہو۔ خدا تو واحد ہے۔ واحد ہی نہیں تمہارا رب لاشریک ہے۔ یہ وہ وحدت نہیں جسے تم وجود کی یکتائی سے سمجھ سکو اور یہ وہ لاشریک نہیں جسے تم اکائی کے نقطہء آغاز سے ثابت کر سکو۔ اکائی زندگی ہے اور لاشریک خالقِ حیات ہے۔ علم ہی کی روشنی میں منکرِ خدا نہ ہو جاؤ۔ یہ منشاءِ مشیت نہیں۔ اے بنی نوعِ انسان تمہاری تحقیق مشیت کی رضا ہے۔ سائنس کی دریافت صحیح ہے علم کے مطابق ہے۔ سائنس کہتی ہے جب کائنات خلق ہوئی تو ذرہ ذرہ کے ہر جزو کو الگ الگ زندگی ملی۔ ہر کل کا ایک ایک جُزو اپنی اپنی حیات رکھتا ہے اور مدت حیات بھی چاند سورج ستارے اور زمین غرض کائنات کی ہر شئے بہ ظاہر واحد ہے یکتا ہے لیکن اسکی ساخت، اسکی ماہیت شراکتِ عظیم ہے۔ محقق کہتے ہیں زندگی کی ابتدا اکائی ہے۔ اکائی باہم منسلک ہوئی مربوط ہوئی تو وجود بنا۔ اتنی شراکت کی وحدت!!

اعلان ہوا! خدا وحدہ لاشریک ہے ایمان لاؤ لاشریک پر اور اُسکے رسول رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ جسکی رسالت معجزہ کی محتاج نہیں جسکی قوت کا یہ عالم ہے کہ نہ کبھی ھٰذا ربّی ھٰذا اکبر کہا۔ نہ حضرت موسیٰ کی طرح قاب وقوسین کے فاصلہ پر غش آیا۔ قلبِ رسول کی وسعت قرآن سے پوچھو۔ محمدؐ کی قوت کفارِ مکّہ سے پوچھو۔

دور کیوں جاؤ علیؑ سے پوچھو سورۃ رعد میں ارشاد ہوا:

قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیدًا بَینِی وَبَینَکُمْ وَمَنْ عِندَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ۔

اے رسول کہدو تمہاری رسالت کی گواہی کو خدا اور وہ شخص جسے کتابِ الٰہی کا علم ہے کافی ہے۔ حضرت علیؑ کے اوصاف جس قدر قرآن میں ہیں اور جس قدر تاریخ کے صفحے پر ظاہر ہیں انکا شمار محال ہے۔ نہ ہی ! ذہن، خطباتِ علی کا معجزہ سمجھ سکتا ہے۔ نہ وہ علم، جو حدِ علم انسانی کے لئے ہمیشہ دعوتِ بصیرت ہے! پوچھ لو جو جاننا چاہتے ہو۔ عقیدت کہتی ہے دل کھول کر حدِّ امکان تک ذکر کرو یہ مجلس حسینؑ ہے محبین کی صفِ ماتم ہے تو خوشا نصیب علی آئے ہوں ھدیۂ عقیدت قبول ہو۔

مومنین حضرت علی تا قائم آلِ محمدؐ رسالت کے گواہ ہیں، وہ دعوت ذا العشیرۃ ہو یا جنگِ بدر و حنین وہ مقام غدیر ہو یا روز مُباہلہ وہ منبر رسول ہو یا مسجد کوفہ۔ وہ صلح حسن ہو یا زہر ہلاہل سے شہادت، وہ مدینے سے رخصت ہو یا مکّہ سے سفر۔ حسین نے حج نہیں کیا۔ خانہ خدا کی حرمت عزیز تھی مسجد الحرام کا احترام واجب ہے۔ حق تو یہ ہے حسینؑ کے خونِ ناحق کی تاب کعبہ کو کہاں۔ مدینے سے حسینؑ ابن علیؑ چلے۔ شریعت نرغہ اعداء میں گرفتار ہے۔

تھا یہی پکار وقت کہ ہے کہیں پناہ
حسینؑ منی وانا من الحسینؑ حسینؑ کیا چلے رسول چلے

یزید بیعت طلب ہے کیا جرأتِ ظلم ہے مسلمان محمد سے بیعت طلب کر رہے ہیں۔ علیؑ کا لال محمدؐ کا نواسہ قوت رسالت ہے۔ حسینؑ واردِ کربلا ہوئے آج پھر علیؑ سورۂ برات لئے کھڑے ہیں لیکن وہ کفار تھے۔ یہاں مسلمان ہیں منافق ہیں۔ کچھ بھی ہو،

کوئی ہو، یہ حسینؑ ہیں۔ شریعت کو بچانا ہے حسینؑ رہیں نہ رہیں۔ دین بچ جائے فاطمہ کا لال نہ بچے محمدؐ کا کلمہ باقی رہ جائے جھولے میں بےشیرؑ نہ رہے۔ سب چلے جائیں۔ سوئے کوثر چلے جائیں۔ جسے کوثر پر جانا ہے۔ وہ تیغ وگلو سے گذر جائے جسے اسیر ہونا ہے وہ اسیر ہو جائے۔ یہ عزم حسینؑ ہے۔ یہ عزم محمدؐ ہے۔

یہ منزل ذبح عظیم ہے یہ مشیت کی طلب ہے یہ وقت کی آواز ہے اس کارِ عظیم کو فدیہء اسمٰعیلؑ کافی نہیں۔ بیشک ابراہیمؑ نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ لیکن حق کی ہدایت کو خواب کی نہیں کھلی آنکھوں کی طلب ہے خدا تمہارا رب اس ذکر کو باقی رکھے گا ذبح عظیم کیساتھ۔

عزادارانِ حسینؑ کربلا معنیء ذبح عظیم ہے سنت ابراہیمؑ نہیں رسم اسمٰعیل نہیں۔ اگر سنّت واجب ہو جاتی تو اسلام دینِ فطرت نہیں رہ جاتا امام حسینؑ کا فدیہ تنہا خیال نہیں بہتر کا فدیہ ہے۔ بہتر کی قربانی ہے۔ مستقل راہِ حیات ہے یہی حکمِ قرآن ہے یہی منشاء مشیت ہے۔ منزل تسلیم ورضا پر حسین آ گئے ہدایت پانے والے، قدموں سے لپٹے چلے آئے آج وہی ہوگا جو حسینؑ چاہتے ہیں۔ فیصلہ کر کے حسینؑ اس دنیا سے اٹھینگے۔ منافقت کو حسینؑ نے صبر کی زد پر لا کھڑا کیا۔ بدر کے نامور آج حسینؑ ابن علیؑ کے سامنے بے نقاب کھڑے ہیں۔ یہ زورِ امامت ہے یہ کارِ رسالت ہے آج شریعت محمدیؐ حسینؑ کی پناہ میں ہے۔ روزِ عاشور عزم حسینؑ کی تکمیل ہو گئی۔

دوسری منزل

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم

منبر پر آج ذکرِ رسولؐ و بتولؑ ہو ‏ ‏ رحمت کا در کھلے میری توبہ قبول ہو

الحمد للہ رب العالمین

حمد و ثنا ہے اس ذاتِ واجب کیلئے جسنے کائنات کو خلق کیا اور اپنی مخلوقات کو مختلف صفتوں سے آراستہ کیا اور ان صفتوں کو ایک دوسرے کی بقا اور فنا کا سبب قرار دیا۔ اپنی مخلوقات میں انسان کو ممتاز کیا عقل عطا کی اور وسعتِ خیال عطا کی۔ خیال کی وسعت کو کائنات کی وسعت سے متصل کر دیا۔ عقل کو آزادیءِ فکر عطا کی نفس کو جسم واحد میں کئی پردے عطا کئے ایک کو دوسرے کا محکوم بنایا۔ اور نفس کی طلب کو دین میں فنا و بقا کا سبب بنایا۔

میزان علم و عمل کیلئے قضا و قدر کو خلق کیا۔ قضا و قدر وہ سبب ہے جس سے اصول، یقین اور عمل کو قرار نہیں قضا و قدر کے درمیانی خلاقِ عالم نے اپنی رحمت سے اپنے مخصوص بندوں کو بھی ایک ہی طریقہء حیات عطا نہیں کیا۔ وہ لوہا جو پیغمبر خدا حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھوں میں موم تھا اسی لوہے نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے اُسی سرِ مبارک کو جو امین وحیءِ ربانی تھا جدا کر دیا۔

حکم خدا ہے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور اپنے غور و فکر سے اپنے ہی ایمان کو جِلا دو یہ قرآن متقی کیلئے ہدایت ہے صاحب ایمان کیلئے رہبر دین و دنیا ہے۔

فاتھم اللہ ثواب الدنیا و حسن ثواب الآخرت ٥ وللہ یحب المحسنین ٥

اے ایمان والو دیکھو ہم کیا ہی اچھا بدلہ دینے والے ہیں۔ ہمارے انبیاء کو درمیان قضا و قدر دیکھو اور اپنے ایمان و عمل کو انبیاء کے صبر و یقین اور تقویٰ سے

منسلک کرلو۔ حوادث طریقہء حیات میں فتح آزمائشِ علم وعمل میں ذریعہء نجات ہیں عذاب نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو مقابل حوادث دیکھو وہ کیسے نیک بندے تھے دھکتی ہوئی آگ بحکم خدا گلزار بنی۔

سورہ صفّت میں ارشاد ہوا سَلٰامٌ " علیٰ ابراہیمؑ سورہ صفّت کی چند آیتیں مقصود بصیرت ہیں سلاَمٌ علیٰ ابراہیمؑ سلام ہو ابراہیمؑ پر نوحؑ کیسے عبد صالح تھے سارے عالم تک سلام ہو نوح پر سلاُمٌ علیٰ نوحٍ فی العالمین سورہ صفت میں ارشاد ہوا:

ہم نے فرعون کی ہدایت کیلئے موسیٰ کا انتخاب کیا موسیٰ نے اپنی مدد کیلئے اپنے بھائی ہارون کو اپنا مددگار بنانیکی دعا کی۔ سلام علیٰ موسیٰ و ہارون ہم اسی طرح اپنے مومن بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں ہم کیا ہی اچھا اجر دینے والے ہیں۔ قرآن حکیم نے

انبیاء کی زندگی اوران کے مصائب وآلام کا بار بار ذکر کیا ہے اور سورہ صفت مین حسب طریقہ حیات، حسب مصائب و آزمائش، رب العالمین نے اپنے خاص بندوں کی تعریف کی ہے اور سلام بھیجا ہے۔ سلام علی ابراہیم سلام علیٰ نوح فی العالمین۔ سلام علیٰ موسیٰ و ہارون درود ہے اس صاحبِ عزت کیلئے جس کا لقب طٰہٰ ہے حبیب ہے سلام علیٰ آل یٰسن۔ ابراہیم تم پر سلام نوح تم پر سلام لیکن اے میرے حبیبؐ اے میرے طٰہٰ اے قلبِ قرآن میرے یٰسین تم پر اور تمہاری آل پر سلام ہو تمہارے رب کا سلام علیٰ آلِ یٰسن۔ حاضرین مجلس پروردگار عالم نے آل محمد پر سلام بھیجا ہے ہم اسی سلام و درود کو جس طرح بھی پڑھیں یقیناً لازم ہے تلاوت قرآن مجید عبادت ہے ہم سے زیادہ آپ عبادت کرتے ہیں اگر اسی آیت پر، سلامٌ علیٰ یٰسین، دل سے متفق نہیں تو عبادت اور منافقت یکجا ہو، ممکن ہی نہیں۔ مقام درود سلام ہے سورہ توبہ میں ارشاد ہوا

" امہ حسبتم ان تتر کوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوُ منکم ولمہ یتخذوا من دون اللہ "

ابھی ہم نے ان کو ظاہر ہی نہیں کیا ہے جسے ممتاز کیا ہے۔ قرآن کا نزول ہو چکا سورہ توبہ کی تبلیغ ہو رہی ہے خانہ خدا میں نور خدا کا ظہور ہو چکا ہے لیکن ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے ابھی آل یسین کا مفہوم منزل فہم سے دور ہے ابھی آل محمد کا آفتاب صبح صادق کی منزل شرف میں ہے۔ زمانہ آفتاب امامت کی تمازت سے آگاہ نہیں۔ مشیت کو انتظار ہے سورہ توبہ کی آیت اپنی دلیل کیلئے منتظر ہے۔ معرکہ بدر واحد بھی صرف مقصود نہیں۔ اے رسول بشارت دیدو۔ صبر حسینؑ سے باطل کے چہرے مسخ ہو گئے۔ مصیبتوں کی انتہا پر حسینؑ حق کی بشارت ہیں نبوت کا جلال ہیں حسین منی وانا من الحسین۔

سنبلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

امام عالی مقام نے خطبہ دیا ہدایت کی حجت تمام کی اب حسینؑ کی مظلومیت حق کی عدالت ہے فیصلہ کا دن ہے منافقت اپنی وضاحت پر خود مصر ہے۔ سات تاریخ آلِ محمد پر پانی بند ہو گیا۔ نو تاریخ ایک شب کی مہلت ملی۔ وہ ایک شب شبِ ہجرت کی تمنا تھی وہ شب ساری رات عبادت میں بسر کی نانا کے دین کو بچانا ہے مشیت کا یقین بن کے ابھرنا ہے۔ راہ ناہموار تمام ہوئی راہِ مستقیم کے مسافر منزل مقصود پر آ گئے۔

صبح عاشورہ نمودار ہوئی آج معرکہء بدر و احد نہیں معرکہء کربلا ہے۔ نور نے ظلمت کو گھیر لیا ہے۔ یزیدیت کو آج فنا ہے زور ید اللہ سے نہر فرات تھرا رہی ہے۔ اللہ رے نور پنجتن صلی علی فاتح بدر و حنین صلی علی۔ ایک کے بعد ایک راہ ثواب طے کرتے رہے مؤذن کربلا ہم شکل مصطفےٰ نہ رہے لب فرات رسالت کا علم شہید ہو گیا عباسؑ

علمدار نہ رہے۔ امام وقت نے ہاتھوں پر حمائل کو اٹھالیا۔ طرف نہر فرات بڑھے اور لب شکر کیساتھ خالی ہاتھ واپس مڑے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون رضاً بہ قضائہٖ تسلیمٌ لامرہٖ

ھل من ناصر ینصر ونا کی آواز سے قدرت بیتاب ہوگئی۔ زمین کرب و بلا نور انبیاءؑ سے منور ہوگئی حسینؑ کی پیشوائی کو۔ آفتاب امامت کی تمازت سے باطل کے چہرے مسخ ہوگئے مصیبتوں کی انتہا پر فاطمہ کا لال حق کا جلال ہے۔ مشیت کا گوہر مقصود ہے آل یٰسن ہے حسینؑ منی وانا من الحسینؑ محرم کی نو تاریخ ایک شب کی مہلت ملی۔ نانا کے دین کو بچانا ہے یقین کی تصویر بن کے ابھرنا ہے وہ ایک عاشور کی رات ساری رات عبادت میں بسر کی۔

کوئی تحفہ تیرے قابل نہیں پاتا ہے حسینؑ
ہاتھ خالی تیرے دربار میں آتا ہے حسینؑ

صبح عاشور باوضو نمودار ہوئی ایک کے بعد ایک راہ ثواب طے کرتے رہے لب فرات علم شہید ہوا عباس دلاور نہ رہے ایک چھوٹا سا تحفہ لیکر حسین آگے بڑھے اور ہاتھ خالی واپس مڑے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن رِضاً بہ قضائہٖ تسلیمٌ الامرہ

اب وقت عصر ہے ملائکہ پیشوائی کیلئے چشم براہ ہیں انبیاء مرسلین رسول کیساتھ زیارت حسین کیلئے میدان کربلا میں یکجا ہیں حیدر کرار ہیں فاطمہ زہرا مادر حسین! اپنے بچے کیلئے نوحہ کناں ہیں وقت سجدہ ہے یا علی مدد ! صبر حسین سے باطل کے چہرے مسخ ہوگئے مصیبتوں کی انتہا پر محمد کا لال حق کا جلال ہے۔ حسینؑ من وانا من الحسین فاطمہ

کا لال مشیت کا گوہر مقصود ہے قرآن کی آیت ناطق ہے سلام علی آل
یسین کی تفسیر ہے۔امام نے ہدایت کی ظلم اپنی وضاحت پر بضد ہے خطبہ دیا ہدایت کی
حجت تمام کی۔

شروع کرتا ہوں اسکی حمد سے جس کا ثانی نہیں اور درود بھیجتا ہوں محمد پر اور
آلِ محمد پر جس نے ہم پر قرآن کو آسان کیا نماز کی ترتیب بتائی۔روزہ کی تعداد بتائی خمس
کی تقسیم سمجھائی قیامت پر یقین دلایا اور حکم خداوندی سے انحراف کو جہنم کی وجہ تخلیق
بتائی۔

ہر شئے کیلئے اللہ نے ایک قانون بنایا ہے زندگی کی بقا اور اسکے حسن ترتیب
کیلئے اگر مذہب ہے تو مذہب کی بقا کیلئے اسکے کچھ اصول ہیں اور اصولوں کی طرح جہاد
بھی قیامت سے کم نہیں۔جنگِ احد بدر اور خندق حکم خداوندی کی بجا آوری میں اپنی
مثال آپ ہیں اور یہی ہے وہ جہاد جسے منشائے الٰہی کہا جاتا ہے جہاد نام ہے حق کیلئے
جنگ کرنیکا اور یہ جہاد ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے اسکے رب کی طرف سے جسکی طرف
پلٹ کر جانا ہے۔

علی ابن ابی طالبؑ نے حاکم شام امیر معاویہ کو ایک خط میں لکھا کہ اگر میں
چاہوں تو تجھے اس سیاست میں بہت پیچھے چھوڑ سکتا ہوں لیکن میں یہ کر نہیں سکتا۔سوال
ہے مسلمانوں سے کہ وہ کونسی ترکیب تھی وہ کیسی تنظیم تھی جو کل کے امیر کی نگاہ میں
سیاست بنی جسکو برداشت کر کے خاموش رہ جانا اتنا ہی ناممکن تھا جتنا اپنی مصیبتوں پر
صبر کرنا۔

مومنین کا مجمع ہے اسلام جواب طلب ہے کیا نماز کیلئے تنخواہ دار صفیں مُرتّب

ہونگی یہی ہے وہ سیاست وہ جرأت جسکے امیر معاویہ مرتکب ہوئے اور نظام اسلام درہم برہم ہو گیا۔ جہاد وہ واجب ہے جسکی قضا کی ادا نہیں نہ باپ اپنی اولاد کی طرف سے جہاد کر سکتا ہے نہ اولاد نماز اور روزہ کی طرح اپنی ذات یا اپنے مال سے بخشائش کا باعث بن سکتی ہے عرفان حق کیساتھ جذبہ قربانی نفس جہاد ہے۔ جہاد کی اس واضح اہمیت کیساتھ تنخواہ دار سپاہ فروخت شدہ ضمیر کے سوا کچھ بھی نہیں۔

بعد علیؑ ابن ابی طالبؑ یہی فوج امام حسنؑ علیہ السلام کے مقابل آ گئی صلح حسنؑ امامت کا اعجاز ہے بعد امام حسنؑ امام حسینؑ کا نام حقدار کے حق کی دلیل ہے وہ امام حسینؑ جس کے لئے سلطنت تھی لیکن تنخواہ دار فوج نہ تھی۔ اصول دین میں منظم اور تنخواہ دار فوج ایسی ترمیم تھی جسکی پشت پناہی میں عہد کو توڑا گیا دشمن اسلام مطمئن ہوئے رزم و بزم میں بڑھ چڑھ کر جگہ پانے لگیں حرام شئے حلال ہو گئی غرض یہ کہ روح یزیدؔ تیرتی پھرتی تھی جام میں۔ کشتیٔ اسلام یزیدؔ کے ہاتھوں بھنور میں گھر گئی سنت رسول شطرنج کے پیادوں سے پناہ مانگنے لگی مشیت بیتاب ہو گئی۔

تھا یہ پکارِ وقت کہ ہے کہیں پناہِ حق
فرشتے خجل ہو گئے جواب سے حسینؑ کے

اللہ رے وہ آخری جہاد اور اسکی وہ شان وہ تشنہ لبی اور وہ تمازت آفتاب وہ نقاہت اور وہ تیروں کی بوچھاڑ میں سجدہ شکر وہ ہاتھوں پر بلند آخری فدیۂ عظیم اور وہ حرملہ کا تیر وہ قرآن ناطق اور وہ زانوئے شمرؔ آسمان سے خون برسا زمین کو زلزلہ آیا جناب زینبؑ خیمہ کے باہر آ گئیں بھائی کو دیکھا تو کہاں دیکھا سرِ حسینؑ نیزہ پر بلند تھا میرے تشنہ لب میرے شہید میرے مانجائے میرے امام۔

پھر میرا کیا جب آپکی گردن پر سر نہیں

قربان جاؤں مجھکو اسیری کا ڈر نہیں

ہو کر اسیر آپکی نصرت کرونگی میں

اعلانِ عام سرِ شہادت کرونگی میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ رب العالمین. الرحمٰن الرحیم . مالک یوم الدین . ایاک نعبدو و ایاک نستعین . اھد ناالصراط المستقیم .

ساری تعریف اس خدا ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اور روز

جزا کا حاکم ہے۔خدایا ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔سبحان ہے تیری ذات واجب جس نے کائنات کو خلق کیا اور منزل آخرت کیلئے اس دنیا کو راہگزر بنایا۔جس نے زندگی عطا کی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے طریقے بتائے۔جس نے اپنے منتخب بندوں کو نبوت عطا کی اور ان کی اُمت کی ہدایت کیلئے صحیفے عطا کیے۔وہ اللہ جس نے اپنے رسولوں کو امیری غریبی مصیبت و آلام سے آراستہ کیا اور قناعت کا سبق دے کے غربت و مصیبت کو باعثِ صبر شکر بنایا اور قرآن کو قلب محمد ﷺ پر نازل کیا۔اور انکی اُمت کی ہدایت کیلئے سورہ الحمد میں کہا، دعا مانگو اھد ناالصراط المستقیم۔صراط مستقیم کی وضاحت کیلئے اپنے رسول کو اصول دین کی تعلیم دی۔اسلام سرفراز ہے اُس واحد و یکتا کی رحمت سے جس نے بشریت کے نظم و ضبط کیلئے اصول دین میں توحید کو اولیت عطا کی کہ وہ خلاق عالم ہے

اور عدل کو توحید کا نائب بنایا کہ خلقت کی بقا عدل میں ہے۔ عدل ہی منشاء مشیت ہے۔ عدل قدرت بھی ہے۔ حکمت بھی ہے۔ انصاف بھی ہے اور عدل ہی حق ہے۔ عدل کا نفس صدق ہے۔ صداقت وحق گوئی نظام اسلام کا ستون ہے شریعت کی بنیاد ہے اصول عدل پر اسلام اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

بغیر عدل اسلام مجبور ہے۔ صداقت نہ ہو تو عدل مجبور ہے معذور ہے۔

صداقت حکم رب ہے ایمان ہے رہبر شریعت ہے راہ مستقیم ہے۔ مقام عدل پر چشم بصیرت کیا کچھ نہیں دیکھتی۔ اصول دین نے کہا تم اپنے فکر و عمل میں صادق ہو، تو یہ اسلام تمہارا ہے تم وہی اشرف المخلوقات ہو۔

جو صادق ہے، امین ہے، مومن ہے، متقی ہے، عالم ہے

صدق کے محراب و منبر پر عبادت دعوت حق دیتی ہے

صداقت محال عملی نہیں۔ خدا بڑا منصف اور مہربان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قناعت کی تعلیم دی آسائش کو وجہ آزمائش قرار دیا اور کہا خوفِ خدا میں کانپتے رہو اور عبادت کرتے رہو۔ مائل بہ فنا کسی جاہ و جلال کے سامنے جھکنا حق کی نفی ہے۔ شریعت محمدی ﷺ کی تکذیب ہے۔ جس بُت کو رسالت نے توڑا اسے پھر سے نہ بناؤ۔ یہ بدعت ہے۔ شرک ہے۔

مؤمنین لمحہء فکر ہے۔ عصر حاضر کہتا ہے وہ منتخب بندے بہ ظاہر اب نہیں وہ جادۂ حق بتا گئے۔ اب بحکم خدا مصروفِ عمل نوری بشر نہیں اب میزان عدالت دستِ رسالت میں نہیں۔ اب نہ معجزہ نما علیؑ عقدہ کشا ہیں۔ روٹی دینے والا مسائل کی صداقت اور حرصِ کے مکر سے آگاہ ہے۔ گواہ کی حاجت نہ رسالت کو ہے نہ امامت کو راہِ

حق میں روٹی دینے والا بھوک کی سچائی اور ہوس کی طلب سے واقف ہے۔ جو دانہ بھی اپنے مقام پر پہنچا برحق پہنچا جو فیصلے بھی ہوئے برحق ہوئے وہ وقتِ رسالت تھا وہ دورِ امامت تھا۔

اب ایک عالم بے خبری ہے۔ اب مقام عدل پر بے خبر بندے پابند شریعت ہیں۔ بے خبری کی ہدایت کیلئے اُصول دین وہ عادل ہے جسکی عدالت میں سچ کے سوا کسی عذر کو پناہ نہیں۔ اگر تم سچے ہو تو تمہاری طلب بھی حق تمہاری عطا بھی حق اُصول دین میں رحمتِ خدا کا ظہور ہے۔ یہ رحمتِ خدا راہِ صداقت پر تمہاری منتظر ہے۔ یہی تمہاری دعا ہے یہی صراطِ مستقیم ہے۔ راہِ مستقیم پر تم وہی مقصودِ مشیت ہو۔ جسکی فکر راہِ حق دیکھاتی ہے۔ حکم الٰہی میں جسکا علم مصروف عمل ہے۔ جسکا علم خوفِ خدا سے راہ ارتقا میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے خبردار کیا ہے اُن مسلمانوں کو جنہیں خوفِ بشر میں خدا یاد نہیں۔

والعصر ان الانسان لفی خسراً

بیشک انسان خسارے میں ہے۔ یاد رکھو کسی جابر و ظالم کا خوف اگر ہو تو صداقت اسطرح دور ہو جاتی ہے جس طرح جسم مردہ سے روح۔ جُز خوف خدا ! خوف طمع ہے ، حرص ہے۔ شرک ہے حق کی تکذیب ہے اور جھوٹ خوف کی دلیل ہے۔ یاد کرو وہ وقت جب آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ میرے حبیب مباہلہ کرو اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

آوازِ حق آ رہی ہے غور کرو اسی آیت میں شمع امامت روشن ہوئی تھی اے اہلِ

ایمان یاد ہوگا وہ وقت جب پنجتن یکجا تھے طفلی ہم قامتِ نبوت تھی نصاریٰ پکار اُٹھے ہم ان چہروں کی تاب نہیں لا سکتے۔

کل من علیها فان ویبقی وجه رَبّ کَ ذُو الجلال والا کرام

ہر شئے فنا ہو جائیگی سوائے اللہ تعالیٰ کے چہرے کے نصارا کہنے لگے ہم ان چہروں کی تاب نہیں لا سکتے۔ یہ چہرے عرش مقام چہرے صداقت ورحمت کا نور چہرے وہ نصارا تھے آج بھی تلاوت کرنیوالے آیت مباہلہ کی منزل پر اپنا ہادی اپنا امام نہ پہچان سکے۔ آیت مباہلہ قرآن ہے۔ حکم الٰہی ہے۔ اس حکم کی بجا آوری میں رسالتؐ مصروف عمل ہے انتخاب اللہ کا ہے یہ وہ پنجتنؑ پاک ہیں جنکی طہارت وصداقت پر قدرت نازاں ہے

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرّجس اَھلَ البیتؑ ویطھرو کم تطھیراً

مباہلہ کرو میرے حبیبؐ یہ مجلس حُسینؑ مظلوم ہے ہر سال اسی حق وصداقت کی معرفت کیلئے صفِ ماتم بچھاتے ہیں۔ حق گواہ ہے بعد ختمی مرتبت غالب کل غالب امام مبین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنی صف میں لانے کی تمنا نے کیا کیا ظلم وستم نہ کیا۔ حیدرِ کرار پر اس سے بڑا ستم اور کیا کرتے۔ آفتاب امامت کو، خلافت کیلئے امّت محمدیؐ نے صدا دی ابتداء عالم کے محرم علیؑ! انتہائے عالم کے راز دان علیؑ ! اس پیش کش کی غائت سے باخبر ہیں۔ کیا صبر کیا تھا فاتح خیبر نے واسطہ ہے اسلام کا حق ہے شریعت کا۔ لیکن یاد رہے یہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ مظہر العجائبؑ ہیں جو رزق بھی جائیگا حقدار کو جائیگا۔ جو بھی فیصلے ہونگے حق پر ہونگے جتنے چہرے بھی بے نقاب ہو جائیں۔ علیؑ کی عدالت میں ظلم کی پردہ پوشی روا نہیں۔ امام عالی مقام نے اپنا قدم

جانبِ کوفہ بڑھا دیا یہ زمین نینواہ ہے یہ زمین کرب و بلا ہے۔ بالآخر مسجد کوفہ کے محراب و منبر سے لپٹی ہوئی۔ حق و صداقت عدل و انصاف کی ایک بے مثال صدا رہیگی۔

فُزتُ و ربِّ الکعبۃ۔ کعبہ کے رب کی قسم علیؑ کامیاب ہوا۔ درود و سلام ہے امام وقت حسنؑ ابن علیؑ کیلئے جن کے دشمنوں کی تعداد بڑھتے ہوئے وقت کیساتھ بڑھتی ہی گئی۔ جنکے تدبر نے عہدنامے کو از سرِ نو سیرت محمدیؐ سے آراستہ کیا وہ حسنؑ مجتبیٰ جن کے عہدنامے نے کل کے اعتقاد کو اس طرح ظاہر کر دیا کہ باطل کی ساری سیاست سرنگوں ہوگئی حسنؑ ابن علیؑ کی وہ شرائط جس سے قلب اسلام روشن ہے۔ حاکم وقت کیلئے باعثِ اضطراب بن گئی۔ مدت حیات بس میں نہ تھی۔ منافقت خیال سے تاریخ کے اوراق میں ڈھل گئی

تھا یہ پکار وقت کہ ہے کہیں پناہ حق
فرشتے مجل ہوگئے جواب سے حسین کے

اٹھائیس رجب کو امام عالی مقام نے مدینہ چھوڑ دیا مکے پہنچے طواف کعبہ کیا حج کو عمرے سے بدل کر جانب کربلا چلے اب ارکان حج دشتِ نینوا میں ادا ہونگے۔

محرم کی دوسری تاریخ راہِ حق و صداقت کے مسافر بہ منشائے خدا منزل مقصود پر آگئے یہ بہتر حق کے مجاہدوں کی منزل آخر ہے۔ روزِ عاشورا اسی دشتِ کرب و بلا سے اسلام کا آفتاب تکذیب کے گہن سے نکل کر پھر طلوع ہوا ہے۔ اب دستارِ شریعت تخت حکومت پر نہیں۔ یہ عبادت گذار پاک و پاکیزہ بوریا نشین متقی کے پاس ان کے نبیؐ کی امانت ہے۔ اس امانت میں خیانت نہ حج قبول کرتی ہے نہ روزہ نماز قبول کرتی ہے۔ اے اہل اسلام اگر تمہیں جاہ و مال کا خوف نہ ہوتا تمہیں زندگی کی ہوس نہ ہوتی تو تمہارا سر اس

امام وقت کے قدموں پر ہوتا جسے تم نے خط لکھ لکھ کر بُلایا تھا۔ اگر تم حرص و ہوس میں گرفتار نہ ہوتے تو تمہارا دل گواہ تھا تمہاری بصارت گواہ تھی تم جانتے تھے یہ تمہارے نبیؐ کا نواسہ فاتح بدر و حُنین کا لال حُسینؑ ابن علیؑ ہے۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

اگر اسلام کی خدمت درجات بلند کرتی ہے تو جنگ بدر کے مجاہد کا احسان یاد کرو یہ اسی نبیؐ کا نواسہ ہے جس نے بحکم خُدا کہا۔ حُسینؑ منّی و انا من الحُسین حُسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں عزادارانِ حُسینؑ یہ نماز روزہ یہ حج و زکوٰۃ یہ شوق عبادت قائم ہے اُس یقین سے میں حُسینؑ سے ہوں حُسینؑ مجھ سے ہے۔

گھر کا ہر ایک چراغ بجھا کر امام دین
اسلام کی نمودِ سحر دیکھتے رہے

کے لئے آگ گلزار ہوگئی تھی، لیکن آج خلیلِ کربلا کی شان پر حضرت ابراہیمؑ کا سلام ہے؛

عقل کہتی ہے وہ آتشِ نمرود جو وحدانیت کے لئے جلی تھی، وہ گلزار ہوگئی، تم اپنے لئے راہ کیسی بھی منتخب کرو اَللہ اس سے بے نیاز ہے؛

لیکن "وہ" آگ جو دینِ خدا اور شریعت کے خلاف جلائی گئی، اُسکے لئے ایک عبدِ خدا خلیلِ کربلا، نائبِ خُدا کافی ہے، کربلا؛ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اس ذکر کو اَللہ باقی رکھنے والا ہے۔

اِس ایک آیت کی روشنی میں سلسلہ رسالت باقی ہے اگر امام حسین علیہ السّلام اِس اندازِ شجاعت سے مُنافقت کے مقابل نہ آجاتے تو دینِ خدا، کارِ رسالت ناتمام ہی رہجاتا!

عزاداران حسینؑ قرآن گواہ ہے جتنے بھی پیغمبرؑ آئے وہ سب صالحین میں سے تھے، صابرین میں سے تھے لیکن کسی پیغمبر نے نہیں کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ؛

ہر پیغمبرؑ نے توبہ کی مدد مانگی، لیکن یہ آیت! ہم اللہ ہی کی طرف سے آئے ہیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

یہ آیت اُس دعا کی بشارت ہے؛

بیشک تو ویسا ہی رَبّ ہے، جیسا میں چاہتا تھا۔ اب تو مجھکو ویسا ہی عبد بنالے جیسا تو چاہتا ہے؛ یہ دعا! کیا تھی سلسلہ امامت کا وہ اختیار جس کے سامنے زمانہ

سرنگوں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعاء یارب میری ذریت میں امامت عطا کر۔ امام کی دعاء تو مجھکو ویسا ہی عبد بنالے جیسا تو چاہتا ہے۔ بابِ قبولیت پر سلسلہ انبیاؑ ہے۔ بابِ قبولیت کے لئے کربلا تخلیق ہوئی۔

اٹھائیس رجب کو علیؑ کی دعاء بابِ قبولیت سے جانبِ کربلا چلی۔ دو محرم کو امام عالی مقام منزلِ مقصود پر آگئے۔ انتہا کی قدرت ہے، اور مصیبتوں کی انتہا۔

سوکھے ہوئے لب دینِ خدا کی سقائی میں مصروف عمل ہیں، ایک کے بعد ایک جانثارِ حق وشریعت راہِ ثواب طے کر چکے۔ قریب عصر امام فدیۂ آخر کے لئے سات بار آگے بڑھے پیچھے ہٹے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ : رِضًا بِہٖ قَضَائِہٖ تَسْلِیْمًا لِاَمْرِہٖ۔

اس چھ ماہ کے فدیۂ آخر پر حضرت اسمٰعیلؑ کی بند آنکھوں کا سلام حسینؑ کے پلئے شبابِ پرانبیاء ومرسلینؑ کا سلام۔
امام حسینؑ کی مصیبتوں پر اپنے عبد کے لئے خدا کا درود وسلام

اے صلے اعلٰے ہمتِ مردانہ شبیرؑ سے
گھر کا ہر اک چراغ بجھا کر امامِ دیں
اسلام کی نمودِ سحر دیکھتے رہے

مومنین آج کی تاریخ بہت اہم تاریخ ہے۔ آج آپ کے مولا کا سوئم ہے، کربلا کے بہتر شہیدوں کا سوئم ہے۔ ان مصائب کا